MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماہنامہ

مرآۃ العارفین انٹرنیشنل

لاہور

جلد نمبر 25 شمارہ نمبر 12

اپریل 2025ء، شوال المکرم 1446ھ

WWW.MIRRAT.COM

تعلیماتِ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ میں شُکر کا بیان

اسلام اور مسلمان

مغربی سیاست میں منافرت کا رُجحان

اسرائیلی جارحیت اور تباہ حال غزہ

موسمیاتی تبدیلیاں

وجوہات، اثرات اور تدارک کے طریقے

نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے

علامہ اقبال

سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"شَرَارُ اُمَّتِی الَّذِیْنَ یَسْرِفُوْنَ فِیْ صَبِّ الْمَاءِ"

"امت کے بدترین وہ لوگ ہیں جو پانی بہانے میں اسراف کرتے ہیں"

(حاشية الطحطاوي، فصل في المكروهات)

اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا فرمایا، جو زندگی، عبادات اور زراعت کا ضامن ہے۔
اس کا بے جا ضیاع ہماری بقا کے لیے خطرہ بن سکتا ہے۔

ہمیں اس نعمت کی قدر اور حفاظت کرنی چاہیے تاکہ حیات کا تسلسل برقرار رہے۔

مسلسل اشاعت کا پچیسواں سال

MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماھنامہ

مرآۃ العارفین انٹرنیشنل

لاھور

اپریل 2025ء، شوال المکرم 1446ھ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فیضانِ نظر

سُلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب قدس سرہ العزیز

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ سلطان احمد علی

ایڈیٹوریل بورڈ:
- سید عزیز اللہ شاہ ایڈووکیٹ
- مفتی محمد شیر القادری
- افضل عباس خان

آرٹ ایڈیٹر:
- محمد احمد رضا
- واصف علی

نِکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اقبال)

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو کی نسبت سے شائع ہونے والا فلسفۂ وحدانیت کا ترجمان،
اصلاحِ انسانیت کا پیمبر، اتحادِ ملّتِ بیضا کے لئے کوشاں، نظریۂ پاکستان کی روشنی میں استحکامِ پاکستان کا داعی

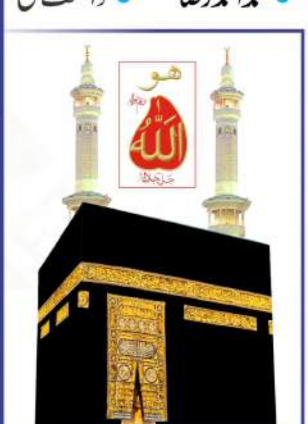

اس شمارے میں

1	اقتباس		3
	اداریہ		
2	دستک		4
	قومی و بین الاقوامی		
3	اسرائیلی جارحیت اور تباہ حال غزہ	محمد محبوب	5
4	اسلام اور مسلمان: مغربی سیاست میں منافرت کا رُجحان	ڈاکٹر عبد الباسط	11
5	روس-یوکرین جنگ: پس منظر، پیش رفت اور حالیہ صورتحال	محمد بازید خان	15
6	پیرس معاہدے سے امریکہ کا اخراج اور اس کے عالمی ماحولیاتی مضمرات	محمد طلحہ سلیم	24
	اقبالیات		
7	علامہ اقبال کی شاعری اور فکر میں بصیرت کا کردار: مابعد الطبیعیاتی فلسفہ کے تناظر میں	سبینہ عمر	30
8	نومیدی زوال علم و عرفان ہے	کبریٰ پوپل	35
	احکامِ شرع		
9	احکامِ نماز	مفتی محمد اسماعیل خان نیازی	37
	تذکرہ		
10	الحافظ العالم امام یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ الھمدانی (رحمۃ اللہ علیہ)	مفتی محمد صدیق خان قادری	44
11	بوصیریٔ عصر امام محمد یوسف بن اسماعیل النبہانی (رحمۃ اللہ علیہ)	ذیشان القادری	47
	باھو شناسی		
12	تعلیماتِ حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) میں شکر کا بیان	لئیق احمد	53
13	شمس العارفین	مترجم: سید امیر خان نیازی	57
14	Abyat e Bahoo	Translated by: M.A Khan	58

فی شمارہ نیوز پیپر	فی شمارہ آرٹ پیپر
80 روپے	110 روپے
سالانہ (ممبرشپ) 960 روپے	سالانہ (ممبرشپ) 1320 روپے

سعودی ریال	امریکی ڈالر	یورپین پونڈ
800	400	280

اپنی بہترین اور مؤثر کاروباری تشہیر کیلئے مرآۃ العارفین میں اشتہار دیجئے رابطہ کیلئے: 0300-1275009

پبلشر سجاد علی چوہدری نے قاسم نعیم آرٹ پریس، بندر روڈ، لاہور سے چھپوا کر 8-BS-698 تاج کمپنی چوک نزد ایم سی بی چوبان روڈ بندر روڈ لاہور سے شائع کیا

برائے خط و کتابت: ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل P.O.Box No.11 جی پی او، لاہور E-mail: miratularifeen@hotmail.com

WWW.ALFAQR.NET, WWW.MIRRAT.COM

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ"

"اے ایمان والو اللہ کے حکم پر خوب قائم ہو جاؤ انصاف کے ساتھ گواہی دیتے اور تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر نہ ابھارے کہ انصاف نہ کرو، انصاف کرو، وہ پرہیز گاری سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو- بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے"-(المائدہ:8)

حضرت عبد اللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ سیّدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: "بے شک انصاف کرنے والے اللہ کے ہاں اللہ عزوجل کے دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے- جبکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں- یہ وہ لوگ ہوں گے، جو اپنی رعایا، اپنے اہل و عیال اور اپنے ماتحت لوگوں میں عدل و انصاف کرتے ہوں گے"-

(صحیح مسلم، كِتَابُ الْإِمَارَةِ)

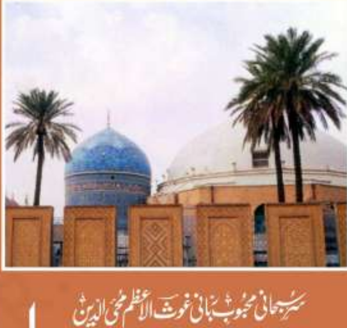

سرِ جانی محبوبِ ربانی غوث الاعظم محی الدین

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

فرمان

"اے مومنو! آپس میں عدل و انصاف کو قائم کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہو جاؤ یعنی ہمیشہ اور لگاتار انصاف کرو اور اگر تم کسی واقعہ میں گواہ ہو تو پھر ایسے گواہ ہو جاؤ جو گواہی کی ادائیگی میں اللہ عزوجل سے مخلص ہوتے ہیں- ان میں کسی ایک جانب میلان نہیں ہوتا اور نہ ہی جھوٹ اور نہ ہی گواہی چھپانا ان کا کام ہوتا ہے اگرچہ تم گواہ خود اپنے بارے میں ہی کیوں نہ ہو- اس طرح کہ تم ان حقوق کا اقرار کرو جو کسی غیر کا تمہارے ذمہ واجب الادا ہے یا تمہارے والدین کے ذمہ ہے اور تمہارے قرابت والوں کے ذمہ ہے- تو اے گواہو! تم پر لازم ہے کہ شہادت کی ادائیگی میں بغیر میلان اور زیادتی، عدل و انصاف کو مدّ نظر رکھو- اگر وہ شخص جس کے خلاف گواہی ہے یا جس کے حق میں گواہی ہے وہ غنی ہے یا فقیر ہے یعنی تمہیں یہ حق نہیں کہ فقیر کی جانب کی رعایت کرو اور غنی سے منہ پھیر لو بلکہ تم پر صرف یہ لازم ہے کہ تمہارے پاس جو گواہی ہے اسے اس کی اصل شکل میں ادا کرو پس اللہ تعالیٰ ان دونوں سے زیادہ حقدار ہے اس کا لحاظ رکھا جائے"-

(تفسیر جیلانی)

سلطان العارفین

حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

فرمان

ثابت صدق تے قدم اگیرے تائیں رب لبھیوے ھو
لوں لوں دے وچ ذکر اللہ دا ہر دم پیا پڑھیوے ھو
ظاہر باطن عین عیانی ھو ھو پیا سنیوے ھو
نام فقیر تنہاں دا باھو قبر جنہاں دی جیوے ھو

(ابیاتِ باھُو)

فرمانِ قائدِ اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ

ایمان، اتحاد، تنظیم

"اسلام نہ صرف رسم و رواج، روایات اور روحانی نظریات کا مجموعہ ہے بلکہ اسلام ہر مسلمان کے لیے ایک ضابطہ بھی ہے جو اس کی حیات اور اس کے رویہ بلکہ اس کی سیاست و اقتصادیات وغیرہ پر محیط ہے یہ وقار، دیانت، انصاف اور سب کے لیے عدل کے اعلیٰ ترین اصولوں پر مبنی ہے، ایک خدا اور خدا کی توحید، اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے- اسلام میں ایک آدمی اور دوسرے آدمی میں کوئی فرق نہیں- مساوات، آزادی اور یگانگت اسلام کے بنیادی اُصول ہیں-(کراچی 25 جنوری 1948ء)

فرمانِ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

اس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف
فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

(ضربِ کلیم)

موسمیاتی تبدیلیاں: وجوہات، اثرات اور تدارک کے طریقے

انسان کے اردگرد کے ماحول میں وقوع پذیر ہونی والے مختلف عوامل انسانی زندگی، آنے والی نسلوں، مختلف انواع اور ان کے مستقبل پر بے شمار مثبت اور منفی اثرات مرتب کرتے ہیں- ان عوامل کے وقوع پذیر ہونے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں لیکن سب سے بڑی وجہ انسانی سرگرمیوں کا خود عمل دخل ہے جو قدرتی نظام کو تبدیل کرنے میں اہم وکلیدی وجہ بن رہا ہے- جس کرۂ ارض پر ہم بستے ہیں وہ مختلف عناصر کا مرکب ہے جس میں مٹی، ہوا، پانی، روشنی اور کئی اقسام کی دھاتیں وغیرہ شامل ہیں- انسانی زندگی کے تسلسل کا سارا دارومدار انہی عناصر سے پیدا وسائل کے میسر ہونے پر ہے- مثلاً اگر کرۂ ارض سے صرف ایک عنصر پانی ہی ختم ہو جائے تو حیات نوع کا یہاں تسلسل برقرار رہنا ہی محال ہو جائے گا- نظام قدرت نے ایک ایکو سسٹم بنایا ہے جس میں ہر چیز کا ایک خاص تناسب میں رہنا ضروری ہے-

آج انسانی سرگرمیوں اور دیگر عوامل کی وجہ سے کرۂ ارض کا قدرتی نظام بگڑ رہا ہے اور خصوصاً اس وقت کرۂ ارض کو موسمیاتی تبدیلیوں کا سامنا ہے- ماحولیاتی نظام میں وقوع پذیر ان تبدیلیوں سے انسانی زندگی تو متاثر ہو رہی ہے اس کے علاوہ سمندری حیات، نباتات اور جنگلی حیات کو بھی شدید خطرات در پیش ہیں- انہی تبدیلیوں کی بدولت مختلف اقسام کے جانور جو صدیوں سے اس کرۂ ارض پہ آباد تھے اب ان کی نسل معدوم ہو چکی ہے اور کچھ کی ہوتی جا رہی ہے-

صنعتی ترقی کے نام پر دنیا بھر کے مختلف خطوں میں زہریلی گیسوں کے اخراج اور جنگلات کے کٹاؤ کے باعث درجۂ حرارت میں شدید اضافہ ہوا ہے- کرۂ ارض کا مجموعی درجہ حرارت بتدریج بڑھتا جا رہا ہے- میڈیا رپورٹس کے مطابق 2022ء میں یورپ میں گرمی کی شدت سے 24 ہزار سے زیادہ اضافی اموات ہوئیں- کیلیفورنیا کے جنگلات میں آگ سے لے کر سپین سمیت دنیا بھر کے مختلف خطوں میں تسلسل سے آنے والے سیلاب ایک خطرے کی گھنٹی ہیں، ان کو ماحولیاتی تبدیلی کے نقطہ نظر سے دیکھنا از حد ضروری ہے- ورلڈ میٹرولوجیکل آرگنائزیشن (WMO) نے 2024ء کو ریکارڈ گرم ترین سال قرار دیا ہے- سال 2024 کے دوران صنعت سے پہلے (pre-industrial level 1850-1900) کی سطح سے درجہ حرارت تقریباً 1.55 ڈگری سینٹی گریڈ زیادہ رہا ہے- ناسا نے بھی اپنی رپورٹ میں اس بات کی تصدیق کی ہے- مختلف ماہرین اور سائنسدانوں کے مطابق زمین کا درجہ حرارت 1.5 سینٹی گریڈ سے بڑھنے کی وجہ سے ہیٹ ویو، خشک سالی، سیلاب، قدرتی نظام کا خاتمہ اور سطح سمندر میں اضافے جیسے خطرات کرۂ ارض کو لاحق ہو سکتے ہیں جس کے باعث انسانی زندگی کا تحفظ اور بقا کو شدید مشکلات درپیش ہوں گے-

یہ موسمیاتی تبدیلیاں موسم میں حدت کے اضافہ کی وجہ ہیں جس کی بنیادی وجہ جنگلات کا کٹاؤ اور کاربن سمیت دیگر مختلف زہریلی گیسوں کا اخراج ہے- اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق گلوبل گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج میں 2022 اور 2023 کے درمیان 1.3 فیصد اضافہ ہوا، جو کاربن ڈائی آکسائیڈ کے مساوی 57.1 گیگاٹن کی نئی بلند ترین سطح پر پہنچ گیا- اس کے علاوہ دنیا بھر کے مختلف خطوں میں گلیشئرز پگھلتے جا رہے ہیں- دنیا بھر میں وقوع پذیر ان موسمیاتی تبدیلیوں سے پاکستان بھی شدید متاثر ہوا جو کئی برسوں سے اپنے کسی خطے میں خشک سالی اور کسی حصہ میں سیلاب جیسی آفات کا سامنا کر رہا ہے- ورلڈ بینک کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں 2022ء کے سیلاب کی تباہی اور اس کے نتیجے میں معاشی نقصان کا تخمینہ 30 بلین ڈالرز تھا-

موسمیاتی تبدیلیوں میں فضائی آلودگی بھی وجوہات میں سے ایک اہم وجہ ہے- 2024 میں فضائی آلودگی کے حوالے سے جاری کردہ رپورٹ کے مطابق پاکستان، فضائی آلودگی کے حوالے سے دنیا بھر میں تیسرے سب سے زیادہ آلودہ ممالک میں شامل کیا گیا ہے- عالمی ایئر کوالٹی انڈیکس (IQAir) کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں فضائی آلودگی خطرناک حد تک بڑھ چکی ہے، جو کہ باعث تشویش ہے- اس کی بڑی وجوہات میں صنعتی دھواں، ٹرانسپورٹ کا دھواں، اور ماحولیاتی بے احتیاطی ہیں- پاکستان میں فضائی آلودگی کی سطح خطرناک حد تک ہونے کے باعث صحت پر سنگین اثرات مرتب ہو رہے ہیں- اس فہرست میں بنگلہ دیش دوسرے اور بھارت پہلے نمبر پر ہے- رپورٹ کے مطابق، پاکستان کے لاہور اور کراچی سمیت کئی شہروں میں ہوا کا معیار عالمی معیار سے کہیں زیادہ خراب پایا گیا، جو انسانی صحت کے لیے نقصان دہ ہے-

دنیا بھر میں ہر سال 22 اپریل کو عالمی یوم ارض منایا جاتا ہے- اس سال بھی یہ دن ایک بنیادی نعرہ "our planet our power" کے تحت منایا جا رہا ہے- اس دن کو منانے کا بنیادی مقصد کرہ ارض کو درپیش خطرات سے متعلق آگاہی پھیلانا ہے- آج قومی اور انفرادی طور پر ملک پاکستان کے اندر درخت و جنگلات کا زیادہ سے زیادہ اگانا اور آلودگی کے کم پھیلاؤ جیسے اقدامات کرنے کے لئے ماحولیاتی شعور کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر اجاگر کرنا اور قوانین پر عملدرآمد کرنے سے درپیش خطرات سے نمٹا جا سکتا ہے-

اسرائیلی جارحیت اور تباہ حال غزہ

محمد محبوب
(شعبہ سیاسیات و بین الاقوامی تعلقات - قائد اعظم یونیورسٹی)

ابتدائیہ:

جب سے انسان نے اس زمین پر قدم رکھا، وہ مسلسل ترقی اور تغیر کے مراحل سے گزرتا رہا ہے- ابتدائی دور میں غاروں میں رہنے والا انسان وقت کے ساتھ ایک مہذب اور تہذیب یافتہ زندگی کی طرف بڑھا- اس کے بعد انسانوں نے مل کر سوچا اور مختلف معاشرتی اصول اور اخلاقی ضابطے متعین کیے گئے تاکہ ایک پُرامن اور متوازن سماج تشکیل دیا جاسکے- پتھر سے ماڈرن ایجز تک ایک طویل سفر طے کیا- زندگی کو مزید نکھارنے کے لئے انسانوں نے سائنسی، سماجی اور سیاسی ترقی کے بے شمار مراحل عبور کیے- حکومتی اور ریاستی نظم و نسق کو بہتر بنانے کے لیے قوانین اور ادارے قائم کیے گئے اور بین الاقوامی سطح پر امن کے قیام کے لیے کئی معاہدوں اور تنظیموں کا وجود عمل میں لایا گیا-

سترہویں صدی میں Treaty of Westphalia کے بعد جغرافیائی بنیادوں پر قومی ریاستوں کا تصور مضبوط ہوا- بیسویں صدی میں دو عالمی جنگوں کے نتیجے میں دنیا نے بے پناہ تباہی اور انسانی جانوں کے بے دریغ ضیاع کا مشاہدہ کیا- ان ہولناک جنگوں کے بعد لیگ آف نیشنز اور پھر اقوام متحدہ کا قیام عمل میں آیا تاکہ دنیا میں امن قائم رکھا جاسکے، ظلم و استبداد کا خاتمہ کیا جاسکے اور قتل و غارت گری کو روکا جاسکے- لیکن افسوس، انسان نے خود کو مہذب بھی بنالیا، جدید ریاستی نظام اور عالمی ادارے بھی تشکیل دے دیے، مگر نہ صرف وہ خود بلکہ انہی کے قائم کردہ عدل و انصاف کے ادارے آج بھی ظلم و جبر اور ناانصافی کو روکنے میں ناکام ہیں-

اقوام متحدہ کے قیام کے وقت ہی فلسطین میں برطانوی مینڈیٹ کے تحت ایسی ناانصافی اور جبر کا آغاز ہوا جو آج 7 دہائیوں سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا- فلسطینی اپنی زمینوں پر جینے کا حق کھو چکے ہیں، قابض اسرائیل نہ صرف ان کی سرزمینوں پر غیر قانونی قبضہ جاری رکھے ہوئے ہے بلکہ نسل کشی، بربریت اور قتلِ عام کا کھلے عام ارتکاب کر رہا ہے- اقوام متحدہ جیسے عالمی ادارے، جو دنیا میں امن و انصاف کے قیام کے ضامن سمجھے جاتے ہیں، فلسطین اور کشمیر سمیت کئی دیگر مظلوم و کمزور اقوام کے ساتھ ہونے والے ظلم کو روکنے میں مکمل طور پر ناکام ثابت ہوئے ہیں-

زیرِ نظر مضمون ماہنامہ مراۃ العارفین انٹرنیشنل کے فروری 2025ء کے شمارے میں شائع ہونے والی ایک تحقیق کا تسلسل ہے[1]، جس میں ہم اکتوبر 2023 کے بعد خصوصاً جنگ بندی کے بعد فلسطینی عوام پر اسرائیلی جارحیت اور بربریت کا تفصیلی جائزہ لینے کی کوشش کریں گے- اس مضمون میں نہ صرف ہم اسرائیلی بربریت کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کا مختلف اداروں کی رپورٹس کی روشنی میں جائزہ پیش کرنے کی کوشش کریں بلکہ غزہ کی تعمیر نو کے لیے پیش کیے جانے والے مختلف منصوبوں کا بھی ذکر کریں گے- یہ مضمون

[1]To see the complete article, Mirrat Ul Arifeen International, Feb, 2025. https://www.mirrat.com/article/11/1563

اس تلخ حقیقت کو اجاگر کرنے کی کوشش کرے گا کہ جدید دنیا میں انسانی حقوق کے تحفظ کے بے شمار دعوے کیے جاتے ہیں، مگر عملاً طاقتور اقوام اور ادارے مظلوموں کے حق میں کوئی عملی قدم اٹھانے سے قاصر نظر آتے ہیں۔ اگر وہ کوئی بات کرتے بھی ہیں تو اس میں واضح ظالم اور جابر کی حمایت کی جھلک نظر آتی ہے۔

حالیہ اسرائیلی بربریت کا جائزہ:

تادمِ تحریر جنگ بندی کا معاہدہ ہونے باوجود ماہِ رمضان کے مہینے میں بھی فلسطینیوں پر اسرائیلی جارحیت کا سلسلہ جاری ہے۔ اسرائیلی کارروائیوں کے نتیجے میں 7 اکتوبر 2023ء اور 4 مارچ 2025ء کے درمیان، غزہ میں وزارت صحت (MOH) اور:
United Nations Office for the Coordination of Humanitarian Affairs
کے مطابق، کم از کم 48405 فلسطینی شہید اور 111835 زخمی ہو چکے ہیں۔ ان اعداد و شمار میں 13319 معصوم بچے اور 7216 بے گناہ خواتین شہید ہو چکی ہیں۔[2] معصوم بچوں کی شہادتوں میں، 786 بچوں کی عمریں ایک سال سے کم ہیں، جو کہ شہید ہونے والے بچوں میں سے تقریباً 6 فیصد ہیں جن کی مکمل شناخت کی تفصیلات ایم او ایچ کی طرف سے کی گئی ہیں۔ مزید برآں، 7 اکتوبر 2024 تک، ایم او ایچ کے مطابق گزشتہ سال کے دوران 35055 معصوم بچے اپنے والدین میں سے ایک یا دونوں کو کھو چکے ہیں۔ یونیسیف کے مطابق کم از کم 1 ملین سے زائد بچوں کو ذہنی صحت اور نفسیاتی امداد کی ضرورت ہے۔[3] اس کے علاوہ اسرائیل نے بلاتر تفریق مختلف شعبہ ہائے زندگی کے افراد میں عام شہریوں، صحت کے مراکز، سکولز اور مذہبی مقامات وغیرہ کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنایا۔ جس میں:
United Nations Relief and Works Agency for Palestine Refugees in the Near East
کے 275 افراد، 387 رضاکار، ایم ایچ او کے مطابق 1060 ہیلتھ ورکرز دورانِ ڈیوٹی، 100 کے قریب سول ڈیفنس سٹاف اور 200 سے زائد صحافی شامل ہیں۔ منسٹری آف ایجوکیشن کے مطابق 12467 طلباء اور 519 تعلیمی عملہ فروری 2025 تک اسرائیلی کارروائیوں کے نتیجے میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ اس کے علاوہ 20 ہزار سے زائد طلبا اور 3 ہزار کے قریب اساتذہ اور تعلیمی عملہ زخمی ہو چکا ہے۔[4] غزہ میڈیا آفس کی اطلاعات کے مطابق 19 جنوری 2025ء کو جنگ بندی معاہدے کے باوجود بھی اسرائیل 150 سے زائد افراد کو شہید کر چکا ہے۔ جس میں صرف دو ہفتوں کے دوران 40 افراد اسرائیلی کارروائیوں کا نشانہ بنے۔[5]

کھنڈرات کا منظر پیش کرتا غزہ اور دیگر فلسطینی علاقے:

تقریباً ڈیڑھ برس کے کم عرصے میں قابض اور جابر اسرائیل نے غزہ اور دیگر فلسطینی علاقوں میں ایسی بلا امتیاز فضائی بمباری سے تباہی مچائی ہے کہ نہ صرف پورا غزہ بلکہ دیگر فلسطینی علاقے کھنڈرات کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ ماہِ رمضان کے آغاز پر ایک دردناک منظر دیکھنے کو اس وقت ملا جب سوا سال تک مسلسل بمباری کا نشانہ بننے والے تباہ حال شہر غزہ میں مظلوم فلسطینیوں نے ملبے کے درمیان اپنا پہلا اجتماعی روزہ افطار کیا۔[6] غزہ کے شہریوں پر اکتوبر 2023ء سے قابض اور جابر اسرائیل کی جانب سے شروع کی گئی وحشیانہ بمباری میں ٹنوں کے حساب سے بارود برسایا گیا، جس کے نتیجے میں نہ صرف 48 ہزار سے زائد فلسطینی شہید ہوئے بلکہ پورا شہر

[2]OCHA Report, https://www.ochaopt.org/content/reported-impact-snapshot-gaza-strip-4-march-2025
[3]UNICEF Statement,
https://www.unicef.org/press-releases/statement-unicef-executive-director-catherine-russell-children-and-continued
[4]UNRWA Report, https://www.unrwa.org/resources/reports/unrwa-situation-report-162-humanitarian-crisis-gaza-strip-and-west-bank-including
[5]AA News,
https://www.aa.com.tr/en/middle-east/israel-kills-over-150-palestinians-since-ceasefire-including-40-in-past-two-weeks-gaza-media-office/3510710
[6]Scenes from first Iftar in Gaza, https://minutemirror.com.pk/scenes-from-first-iftar-in-gaza-363434/

کھنڈر میں تبدیل ہو گیا- اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق، اسرائیلی جارحیت کے دوران غزہ کی پٹی میں کم از کم 1.9 ملین افراد (تقریباً 90 فیصد آبادی) بے گھر ہوئے ہیں- بہت سے لوگوں کو 10 بار سے زائد مرتبہ اپنے گھروں سے بے گھر ہونا پڑا ہے- جب سیز فائر کا اعلان ہوا تو فلسطینی متاثرین جب اپنے علاقوں کو واپس لوٹے تو صرف انہیں اپنے گھروں کی بجائے صرف پتھر کے کھنڈرات نظر آئے- وزارتِ تعمیرات عامہ اور ہاؤسنگ (MoPWH) کے مطابق) زیادہ تر گھروں (92 فیصد) کو یا تو شدید نقصان پہنچا یا مکمل تباہ ہو چکے ہیں- جنگ بندی کے بعد جس خطے کے باسیوں کے پاس سر چھپانے کی جگہ ہی نہ بچی ہو ان کے لئے جنگ بندی کیا معنٰی رکھے گی-[7]

Interim Rapid Damage and Needs Assessment (IRDNA)

کے فروری 2025ء تک کے اعداد و شمار کے مطابق غزہ میں تجارت اور صنعت کے شعبے میں 48987 اداروں میں سے 88 فیصد کو نقصان پہنچا ہے یا مکمل تباہ ہو چکے ہیں، جس میں بالترتیب 22 فیصد کو شدید نقصان اور 66 فیصد مکمل تباہ ہو چکے ہیں- اس کے علاوہ غزہ میں 81 فیصد اہم سڑکوں (مرکزی، ثانوی اور دیگر بڑی سڑکوں) اور 62 فیصد کل سڑکوں (جن میں زرعی راستے بھی شامل ہیں) کو نقصان پہنچا ہے یا وہ مکمل طور پر تباہ ہو چکے ہیں-[8] عالمی بینک نے رپورٹ کیا ہے کہ غزہ کی پٹی پر اسرائیلی جنگ نے علاقے میں کام کرنے والے بینکوں کی تقریباً 93 فیصد شاخوں کو تباہ کر دیا ہے-[9]

غزہ کی تعمیرِ نو اور نقصانات کا تخمینہ

کھنڈرات، ویرانے اور ہر طرف چھائی خوف وہراس کی فضاء پیش کرتے غزہ کی تعمیر نو اور دوبارہ بحالی کیلئے ایک طویل عرصہ اور سرمایہ ضرورت ہو گا- ایک رپورٹ کے مطابق اسرائیل نے 75 ہزار ٹن سے زائد دھماکہ خیز مواد گرایا[10]- اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل انتونیو گوتیرش کے مطابق، غزہ میں 15 ماہ کی جنگ کے دوران غیر معمولی تباہی ہوئی ہے اور علاقے میں 51 ٹن ملبہ پڑا ہے-[11] اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کے مطابق، ماہرین نے پیشن گوئی کی ہے کہ شدید بمباری کے نتیجے میں جمع ہونے والے ملبے کو صاف کرنے میں ایک دہائی سے زیادہ کا وقت لگ سکتا ہے، جو کہ کل 42 ملین ٹن سے زیادہ ہے- اسی طرح اقوام متحدہ کی دوسری رپورٹ کے مطابق غزہ کا ملبہ صاف کرنے میں اگر 100 ٹرک کل وقتی کام بھی کرتے رہیں تو کم از کم 15 سال لگ سکتے ہیں- اقوامِ متحدہ کے انسانی امداد کے ادارے:

United Nations Office for the Coordination of Humanitarian Affairs (OCHA)

کا کہنا ہے کہ غزہ کی بحالی کے دوران درپیش چیلنجز میں سے ایک بڑا مسئلہ بارودی سرنگوں اور دیگر غیر پھٹے ہوئے دھماکہ خیز مواد کو صاف کرنا ہو گا، جو 15 ماہ کی جنگ کے دوران پیچھے رہ گیا ہے- ادارے نے گلوبل پروٹیکشن کلسٹر (Global Protection Cluster) کی ایک حالیہ رپورٹ کا حوالہ دیا، جو اقوامِ متحدہ اور دیگر انسانی امدادی تنظیموں پر مشتمل ایک گروپ ہے- رپورٹ کے مطابق، غزہ کے ملبے میں دبے

---

[7] Figures quoted in https://www.unrwa.org/resources/reports/unrwa-situation-report-162-humanitarian-crisis-gaza-strip-and-west-bank-including

[8] Report on Damage assessment https://thedocs.worldbank.org/en/doc/133c3304e29086819c1119fe8e85366b-0280012025/original/Gaza-RDNA-final-med.pdf

[9] Destruction of banks, https://www.wam.ae/en/article/149wz1u-israel-destroyed-93-bank-branches-gaza-world-bank#:~:text=JERUSALEM%2C%2018th%20Decembe

[10] Al Jazeera, https://www.aljazeera.com/gallery/2024/4/23/photos-200-days-of-israels-war-on-gaza

[11] UN Chief statement, https://news.un.org/ur/story/2025/03/15696

ہوئے دھماکہ خیز مواد کو صاف کرنے میں تقریباً 500 ملین ڈالر اور 10 سال لگیں گے۔ یہ ملبہ 42 ملین ٹن کے قریب ہے، جس میں ایسبیسٹوس، دیگر خطرناک آلودہ مواد، اور انسانی باقیات بھی شامل ہیں۔[12] اس کے علاوہ اگر ناکہ بندی برقرار رہی تو اسے دوبارہ تعمیر کرنے میں 350 سال سے زیادہ کا وقت لگ سکتا ہے۔ اقوام متحدہ کی ایک اور رپورٹ کے مطابق غزہ میں 60 فیصد سے زیادہ گھر تباہ ہو گئے ہیں اور 65 فیصد سے زیادہ سڑکیں قابل استعمال نہیں رہیں۔

The Gaza & West Bank Interim Rapid Damage and Needs Assessment (IRDNA)

کے نام شائع ہونی والی رپورٹ کے مطابق، 8 اکتوبر 2023ء سے 8 اکتوبر 2024ء کے درمیان غزہ میں 49 بلین ڈالر کی تباہی ہوئی۔[13] اقوام متحدہ، یورپین یونین اور عالمی بینک کی مختلف رپورٹس اور اندازوں کے مطابق غزہ کی تعمیرِ نو اور بحالی پر 53 ارب ڈالر خرچ ہوں گے۔ تعمیر نو کی کل تخمینہ لاگت کا نصف سے زیادہ تقریباً 29.9 بلین ڈالر، تباہ شدہ عمارتوں اور دیگر اہم انفراسٹرکچر کیلئے درکار ہے۔ رپورٹ کے اندازے کے مطابق، غزہ کے صحت، تعلیم، تجارت اور صنعت کے شعبوں کو شدید نقصان کے نتیجے میں سماجی اور اقتصادی نقصانات کی تلافی کیلئے مزید 19.1 بلین ڈالر درکار ہونگے۔[14]

غزہ کی تعمیرِ نو اور صدر ٹرمپ کا منصوبہ:

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے اپنا منصوبہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ:

"US should take control of the territory, remove its people, and "redevelop" it".[15]

"امریکہ کو اس علاقے کا کنٹرول سنبھالنا چاہیے، اس کے لوگوں کو بے دخل کر کے اس کی تعمیر نو کرنی چاہیئے"۔

ان کے بیان کی وضاحت کے مطابق:

"He wanted to "take over" Gaza, resettle Palestinians in Egypt and Jordan, and implement a "redevelopment plan" that would turn the enclave into "the Riviera of the Middle East".[16]

"وہ (صدر ٹرمپ) غزہ کا کنٹرول لینا چاہتے ہیں، وہ مصر اور اردن میں فلسطینیوں کو آباد کرنا چاہتے ہیں، اور ایک تعمیر نو کے منصوبے کو نافذ کرنا چاہتے ہیں جو اس محصور (غزہ) کو "مشرق وسطیٰ کے رویرا" یعنی تفریح گاہ میں بدل دے گا"۔

ان کے بیان کے مطابق، غزہ سے فلسطینیوں کی 20 لاکھ سے زائد آبادی کو جنگ سے تباہ حال اس علاقے سے اردن اور مصر منتقل کر کے غزہ کی تعمیر نو کی جائے۔ ٹرمپ نے غزہ کے حوالے سے اپنا یہ منصوبہ پہلی بار 4 فروری کو اسرائیلی غاصب وزیرِاعظم بن یامین نتن یاہو کے ساتھ ایک مشترکہ پریس کانفرنس کے دوران پیش کیا تھا۔[17]

غزہ کی آبادی کی بے دخلی کی ان کی تجویز کو انسانی حقوق کی تنظیموں نے نسل کشی کا نام دیا ہے۔ بین الاقوامی قانون کے تحت شہریوں کو زبردستی نقل مکانی پر مجبور کرنا جنگی جرم ہے۔[18]

روسی وزیر خارجہ سرگئی لاوروف نے کہا:

---

[12]Al Jazeera,
https://www.aljazeera.com/gallery/2025/2/5/gaza-transformed-into-rubble-strewn-wasteland-after-israeli-bombardment?utm_campaign.
https://www.aljazeera.com/news/2025/1/1'/the-human-toll-of-israels-war-on-gaza-by-the-numbers
[13]Report on Damage assessment
https://thedocs.worldbank.org/en/doc/133c3304e29086819c1119fe8e85366b-0280012025/original/Gaza-RDNA-final-med.pdf
[14]Ibid.
[15]Trump Statement, Al Jazeera, https://aje.io/trr9oi
[16]Ibid.
[17]VoA, https://www.voanews.com/a/trump-hosting-netanyahu-for-white-house-talks-amid-gaza-ceasefire/7962063.html
[18]Al Jazeera, https://www.aljazeera.com/news/2025/2/5/insane-rights-advocates-denounce-trumps-call-for-us-to-own-gaza

"مقبوضہ مغربی کنارے پر مکمل کنٹرول حاصل کرنے اور فلسطینیوں کو غزہ کی پٹی سے بے گھر کرنے کی کوشش اسرائیلی منصوبے ہیں- اجتماعی سزا کی پالیسی پر عمل کرنا ایک ایسا طریقہ ہے جسے روس مسترد کرتا ہے"-[19]

چین کی وزارت خارجہ نے کہا کہ وہ غزہ کے لوگوں کی جبری منتقلی کی مخالفت کرتے ہیں-[20] جرمن وزیر خارجہ اینالینا بیئربوک نے کہا کہ غزہ کی پٹی فلسطینی عوام کی ہے اور ان کی بے دخلی ناقابل قبول اور بین الاقوامی قوانین کے منافی ہو گی-[21] برطانیہ سمیت متعدد یورپی اور شمالی اور جنوبی امریکہ کے ممالک نے منصوبے کی مخالفت کی ہے-اسی طرح پاکستان سمیت عرب ممالک مصر اور اردن کے علاوہ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، قطر اور جنوبی افریقہ سمیت متعدد افریقی ممالک نے بھی اس منصوبے کی مخالفت کی ہے-[22]

دنیا بھر میں فلسطینیوں کے حق میں اور اسرائیلی بربریت کے خلاف لاکھوں لوگوں نے بلا رنگ و نسل اور مذہب کے احتجاجی مظاہرے اور جلوس نکالے- ان مظاہروں میں بڑی تعداد مختلف بڑی بڑی جامعات میں پڑھنے والے نوجوانوں کی شامل تھی- ظلم اور بربریت کے خلاف آواز اٹھانے پر امریکہ اور یورپ کے مختلف ممالک میں ان طلباء کو احتجاج کے باعث ڈی پورٹ اور دیگر کارروائیوں کا سامنا ہے- امریکی حکومت نے 60 کے قریب فیڈرل یونیورسٹیز کو ایک خط لکھا ہے جس میں بتایا ہے کہ انہی احتجاج کے باعث یہ یونیورسٹیاں زیر تشویش ہیں- مثلاً کولمبیا یونیورسٹی کا بجٹ کم کیا گیا ہے جس نے حال ہی میں طلباء کی ڈگریاں منسوخ کر کے انہیں یونیورسٹی سے نکال دیا ہے- اس طرح دیگر کافی یونیورسٹیز کی مثالیں موجود ہیں- دنیا کے نام نہاد مہذب اور جمہوریت پسند معاشروں کے اندر اور ان کے تعلیمی ادارے جو اس کلچر کے لئے مشہور ہیں ان کا حال پوری دنیا کے سامنے ہے-

غزہ کی تعمیر نو اور عرب ممالک کا منصوبہ:

غزہ کی تعمیرِ نو کے متعلق امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے منصوبے کے متبادل کے طور عرب ممالک خصوصاً مصر نے اپنا ایک منصوبہ پیش کیا ہے- اسلامی تعاون تنظیم (OIC) نے سعودی عرب کے شہر جدہ میں 7 مارچ 2025ء کو ایک ہنگامی اجلاس کے دوران اس تجویز کو رسمی منظوری دی-[23] جبکہ اس سے 3 دن قبل 4 مارچ کو عرب لیگ نے قاہرہ میں منعقدہ اجلاس میں اس کی توثیق کی تھی-[24] یہ اجلاس مصر کے اس منصوبے کو جاری کرنے کیلئے بلائی گئی تھی جس میں فلسطینیوں کے حقوق کا تحفظ ہو-

یہ منصوبہ تین بڑے مراحل پر مشتمل ہے:

1. عبوری اقدامات (Interim measures)
2. تعمیر نو (Reconstruction)
3. گورننس (Governance)

اس منصوبے کے مطابق، جنگ کے خاتمے کے بعد، آزاد اور پیشہ ور فلسطینی ٹیکنوکریٹس پر مشتمل ایک انتظامی کمیٹی تشکیل دی جائے گی، جو غزہ کے انتظامی امور سنبھالے گی- مصری منصوبے کے مطابق، یہ کمیٹی عارضی طور پر فلسطینی اتھارٹی کی نگرانی میں رہے گی اور انسانی امداد کی تقسیم اور غزہ کی پٹی کے معاملات کے انتظام کی ذمہ دار ہو گی- مصر کے غزہ کے لیے مجوزہ 53 ارب ڈالر کے 5 سالہ منصوبے میں لاکھوں مکانات، ایک تجارتی بندرگاہ اور ایک ایئرپورٹ کی تعمیر شامل ہے- منصوبے کے تحت سڑکیں صاف ہونے کے بعد، 1.2 ملین لوگوں کی رہائش کے لیے 200000 عارضی ہاؤسنگ یونٹ بنائے جائیں گے اور تقریباً 60000 تباہ شدہ

[19]Al Jazeera
https://www.aljazeera.com/news/2025/2/13/trumps-gaza-plan-what-it-is-why-its-controversial-and-globally-rejected
[20]Ibid. [21]Ibid.
[22]New York Times,
https://www.nytimes.com/2025/02/01/world/middleeast/arab-nations-reject-trump-evacuate-gaza.html
[23]Dawn, https://www.dawn.com/news/1896692
[24]Al Jazeera, https://www.aljazeera.com/news/2025/3/4/what-is-egypts-plan-for-the-reconstruction-of-gaza

عمارتوں کو بحال کیا جائے گا- اس کے ساتھ ساتھ، فلسطینی علاقوں میں انتخابات کے انعقاد اور دو ریاستی حل کی کوششیں بھی اس منصوبے کا حصہ ہیں-[25]

امریکہ اور اسرائیل نے اس منصوبے کی مخالفت کی ہے-[26] جبکہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے اس منصوبے کو مکمل طور پر اپنی حمایت اور تائید دی ہے-[27] OIC کے سیکرٹری جنرل حسین ابراہیم طٰہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تنظیم عرب لیگ کے غزہ کی تعمیر نو کے منصوبے کی مکمل حمایت کرتی ہے-[28] برطانیہ، فرانس، جرمنی اور اٹلی کے وزرائے خارجہ نے ایک مشترکہ بیان میں اس منصوبے کو جنگ سے متاثرہ غزہ کی بحالی کے لیے ایک "عملی حل" قرار دیا ہے-[29] پاکستان کے وزیر خارجہ نے او آئی سی سمٹ میں پاکستان کا مؤقف واضح کرتے ہوئے کہا کہ:

"فلسطینی عوام کو جبری طور پر منتقل کرنے کی کوئی بھی کوشش، چاہے وہ غزہ سے ہو یا مغربی کنارے سے، نسل کشی بین الاقوامی قانون کے تحت جنگی جرم ہے"-

پاکستان نے 3 نکات پر زور دیا ہے جس میں مستقل جنگ بندی، غزہ سے اسرائیلی افواج کا مکمل انخلا، بلا روک ٹوک انسانی رسائی اور تعمیر نو کا جامع منصوبہ شامل ہے"-[30]

اختتامیہ:

اس بات میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ کوئی بھی منصوبہ اسرائیل کو اپنے جرائم کی پاداش میں انصاف کے کٹہرے کھڑا کیے بغیر قابل قبول اور دیرپا نہیں ہو سکتا- امریکی صدر کا تجویز کردہ بحالی کا منصوبہ محض خام خیالی ہے- مصنف کی رائے میں تو یہ منصوبہ اسی صہیونی سوچ کی عکاس ہے جو اس سرزمین پر ایک بھی فلسطینی کے وجود کو برداشت نہیں کرتی-

عرب ممالک کا منصوبہ تعمیر نو اور بحالی کے لیے تو خوش آئند ہے لیکن مسئلے کا مکمل حل پیش نہیں کرتا- اگر بالفرض غزہ کی تعمیرِ نو 5 یا 10 برس میں مکمل ہو جاتی ہے تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اسرائیل دوبارہ کبھی جارحیت کا مرتکب نہیں ہو گا؟ اس لئے دیرپا اور مستقل حل کے بغیر فلسطینی عوام کو راحت اور سکون نہیں مل سکتا کیونکہ اس مسئلے کی ابتدا محض اکتوبر 2023ء سے نہیں ہوئی بلکہ یہ مسئلہ تو دہائیوں پرانا ہے- 50 ہزار سے زائد معصوم بچوں، عورتوں اور دیگر افراد کی نسل کشی کا کون جواب دے گا؟ جب تک قابض اور جابر اسرائیل کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کر کے عدل نہیں کیا جاتا اور فلسطینیوں کو اپنی ریاست قائم کرنے کا مکمل حق نہیں مل جاتا ہر تجویز اور منصوبہ وقتی طور پہ لفظی، کلامی اور دل کو بہلانے کے لئے تو ہو سکتا ہے مگر کھنڈرات کا منظر دیکھنے والے مظلوم فلسطینیوں کے دکھ درد کو کم نہیں کر سکتا- اسرائیل اپنے جارحانہ اور توسیع پسندانہ عزائم جن کی بنیاد "گریٹر اسرائیل" پر ہے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا جس کی بنیادی وجہ فلسطینیوں کے اندر موجود جذبہ حریت ہے- مائیں اپنی بیٹیوں اور باپ اپنے بیٹوں کو قربان کرنے کے باوجود اسرائیلی جارحیت کے سامنے سیسہ پلائی دیوار ہیں- فلسطینی ہر وقت اپنی آزادی اور حریت کیلئے قربانی دینے کو تیار ہیں- فلسطینیوں کے اندر یہی جذبہ کبھی بھی آزادی کی تحریک کو سرد نہیں پڑنے دے گا-

☆☆☆

[25]Ibid.
[26]BBC, https://www.bbc.co.uk/news/articles/cn7vd4pnxx3o
[27]Arab News, https://www.arabnews.com/node/2592408/middle-east
[28]AA, https://www.aa.com.tr/en/middle-east/muslim-group-rejects-forced-displacement-of-palestinians-backs-gaza-reconstruction-plan/3503585
[29]Joint statement, https://www.auswaertiges-amt.de/en/newsroom/news/arab-plan-2704386
[30]MoFA, https://mofa.gov.pk/gallery/statement-by-dpmfm-senator-mohammad-ishaq-dar-during-the-extraordinary-session-of-council-of-foreign-ministers-of-oic-in-jeddah-saudi-arabia

اسلام اور مسلمان

مغربی سیاست میں منافرت کا رُجحان

ڈاکٹر عبد الباسط (یو ایم ٹی، لاہور)

دقیانوسی تصورات اور ان کے اثرات:

'ہم' اور 'وہ'، 'میں' اور 'اُس' کی ذہنیت دُنیا بھر میں افراد، برادریوں اور معاشروں کو تقسیم کرنے والے مسائل کی جڑ ہے- یہ سوچ عالمی اتحاد کے لئے نا صرف زہرِ قاتل ہے بلکہ سماجی ہم آہنگی کو بگاڑتے ہوئے نفرت، تعصب اور تقسیم کو جنم دیتی ہے- پیو ریسرچ سنٹر (Pew Research Center) کی 2021ء کی رپورٹ کے مطابق، دُنیا بھر میں 76 فیصد مسلمانوں کو مذہبی تعصب کا سامنا کرنا پڑتا ہے-[1] گلوبل ٹیرارزم ڈیٹابیس (Global Terrorism Database) کی تحقیق بتاتی ہے کہ 2001ء سے 2020ء تک 89 فیصد دہشت گرد حملے مسلمانوں سے منسلک کئے گئے جبکہ حقیقتاً اِن میں صرف 0.6 فیصد واقعات مسلمانوں کی جانب سے تھے-[2] ایڈورڈ سعید (Edward Said) نے اپنی مشہور کتاب "Orientalism" میں مغرب کے اِن دوہرے معیارات کے بارے بڑی تفصیلات بیان کی ہیں جِن میں انہوں نے خاص طور پر یہ وضاحت دی کہ مغرب کیسے مسلمانوں اور مشرق کو دقیانوسی تصورات کے تحت پیش کرتا ہے، جو بنیادی طور پر اسلاموفوبیا کو مزید تقویت دیتا ہے-[3] اِسی تناظر میں سٹورٹ ہال (Stuart Hall)،[4] جین باؤڈرلرڈ (Jean Baudrillard)[5] اور نوم چومسکی[6] (Noam Chomsky) نے بھی اپنی تحریروں میں بتایا کہ مغربی میڈیا حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرتا ہے، جبکہ مخصوص بیانیے اور عوامی رائے ترتیب دینے کے لئے بااختیار اور پاور فل لوگ میڈیا پلیٹ فارمز کا استعمال کرتے ہیں-

مغربی میڈیا اور اسلاموفوبیا:

اِنسائیکلوپیڈیا برٹینیکا (Encyclopedia Britannica) نے مسلمانوں اور اِسلام کے خلاف تعصب، خوف، نفرت اور دُشمنی کو 'اِسلاموفوبیا' قرار دیا ہے-[7] 9/11 حملوں کے بعد

---

[1]Pew Research Center. (2024, March 5). Harassment of religious groups returned to peak level in 2021. https://www.pewresearch.org/religion/2024/03/05/harassment-of-religious-groups-returned-to-peak-level-in-2021/

[2]National Consortium for the Study of Terrorism and Responses to Terrorism (START). (n.d.). Global Terrorism Database. University of Maryland. Retrieved March 15, 2025, from https://www.start.umd.edu/research-projects/global-terrorism-database-gtd

[3]Said, E. (1978). Orientalism pantheon books. New York.

[4]Hall, S. (1982). The rediscovery of ideology: Return of the repressed in media studies. In M. Gurevitch, T. Bennett, J. Curran, & J. Woollacott (Eds.), Culture, society and the media (pp. 56-90). Routledge.

[5]Baudrillard, J. (1994). Simulacra and simulation (S. F. Glaser, Trans.). University of Michigan Press. (Original work published 1981)

[6]Chomsky, N., & Herman, E. S. (1988). Manufacturing consent: The political economy of the mass media. Pantheon Books

[7]Encyclopedia Britannica. (2023). Islamophobia. In Encyclopedia Britannica. Retrieved March 16, 2025, from https://www.britannica.com/topic/Islamophobia

مسلمانوں کو منظم زیادتیوں اور بدنامی کا سامنا کرنا پڑا، جس نے اسلام سے خوف اور نفرت (Islamophobia) کو جنم دیا- دی گارڈیئن (The Guardian) کی رپورٹ کے مطابق، 9/11 حملوں کے بعد امریکہ اور یورپ میں اِسلام مخالف جرائم میں 500 فیصد اضافہ ہوا[8] جبکہ یورپیئن نیٹ ورک اگینسٹ ریسزم (European Network Against Racism) کی رپورٹ کے مطابق، 2018ء سے 2021ء کے دوران یورپ میں مسلم مخالف جرائم میں 70 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا-[9] اسی طرح آکسفورڈ یونیورسٹی مائیگریشن آبزرویٹری (Oxford University's Migration Observatory) نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ برطانیہ میں مسلمان مہاجرین کے خلاف تعصب کی شرح دیگر گروہوں کے مقابلے میں 60 فیصد زیادہ ہے-[10] مزید بر آں! دیگر محققین نے بھی مسلمانوں کے خلاف ہونے والے اِن مظالم پر اپنے اپنے انداز میں آواز اُٹھائی ہے-ڈاکٹر جیک شاہین (Dr. Jack Shaheen) نے اپنی کتاب "Reel Bad Arabs" میں واضح طور پر لکھا کہ، ہالی ووڈ میڈیا مسلمانوں کو دہشت گرد اور منفی کرداروں کے طور پر پیش کرتا ہے-[11] یاسمین جیوانی (Yasmin Jiwani) نے بھی میڈیا کی دقیانوسی عکاسی پر تحقیق کرتے ہوئے لکھا کہ میڈیا مسلمانوں کو دیگر گروہوں کے مقابلے میں زیادہ خطرناک دکھاتا ہے جو کہ حقیقت سے دور ہے-[12] اِسی طرح، ایولین السلطینی (Evelyn Alsultany) نے "Arabs and Muslims in the Media" میں واضح طور پر لکھا کہ مغربی میڈیا مسلم شناخت کو اکثر غلط طریقے سے پیش کرتا ہے-[13]

عالمگیریت کے اِس جدید دور میں تقسیم کی مزید پیچیدگیاں بڑھنے کی وجہ سے مذہب اور نسل جیسے عناصر تنازعات کا شکار ہیں جن میں 'وہ' اور 'ہم' کی تقسیم خاص طور پر مسلم کمیونٹی پر منفی اثرات ڈال رہی ہے- اِس تقسیم اور نفرت کی بڑھوتری میں مغربی میڈیا بڑھ چڑھ کر اپنا کردار ادا کر رہا ہے- امریکی اور ہالی ووڈ پروڈکشنز جیسے "Jack Ryan"، Homeland اور Sleeper Cell" وغیرہ نے مسلمانوں کو دہشت گرد اور مجرم کے طور پر پیش کیا-[14] یونیورسٹی آف ساؤدھرن کیلیفورنیا (University of Southern California) نے 2021ء کی تحقیق میں لکھا کہ، 2017ء سے 2019ء کے درمیان ریلیز ہونے والی 200 مقبول ترین

[8]Khan, Z. (2016, June 21). A dangerous rise in anti-Islamic crimes in the US. Deutsche Welle.
https://www.dw.com/ur/امریکا-میں-اسلام-مخالف-جرائم-میں-خطرناک-حد-تک-اضافہ/a-19345838

[9]European Union Agency for Fundamental Rights. (2024, October 24). Muslims in Europe face ever more racism and discrimination. European Union.
https://fra.europa.eu/en/news/2024/muslims-europe-face-ever-more-racism-and-discrimination

[10]10. M., & Kone, Z. (2018). Unsettled status? Which EU citizens are at risk of failing to secure their rights after Brexit? Migration Observatory, University of Oxford.
https://migrationobservatory.ox.ac.uk/resources/reports/unsettled-status-which-eu-citizens-are-at

[11]Shaheen, J. G. (2003). Reel bad Arabs: How Hollywood vilifies a people. The ANNALS of the American Academy of Political and Social science, 588(1), 171-193.

[12]Jiwani, Y. (2011). Discourses of denial: Mediations of race, gender, and violence. UBC Press.

[13]Alsultany, E. (2012). Arabs and Muslims in the media: Race and representation after 9/11. New York University Press.

[14]Annenberg Inclusion Initiative. (2022). Erased or extremists: The stereotypical view of Muslims in popular media. University of Southern California. https://assets.uscannenberg.org/docs/aii-study-muslim-erased-or-extremists-20220901.pdf

فلموں میں صرف 1.6 فیصد کردار مسلمان تھے اوران میں سے اکثر کو منفی انداز میں پیش کیا گیا۔[15]

مسلمانوں کی علمی اور سماجی خدمات:

اِسلاموفوبیا! ناصرف اِنسانی حقوق کو نقصان پہنچاتا ہے بلکہ مسلمانوں کی علمی اور ثقافتی تاریخ کو بھی نظر انداز کرتا ہے۔ مسلم محققین، ادیبوں، فلسفیوں اور سائنسدانوں نے سائنسی و دُنیاوی علوم کی ترقی میں جو کردار ادا کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ابن الہیثم، یعقوب الکندی، ابن سینا، ابو نصر فارابی، عباس بن فرناس، جابر بن حیان اور دیگر مسلم مدبرین نے اپنے علم و حکمت کے چراغ روشن کرتے ہوئے سائنس، فلسفہ، ادب، ریاضی جیسے مضامین کو سیراب کیا، جن کی خدمات کو ہارورڈ اور آکسفورڈ جیسی یونیورسٹیوں نے بھی تسلیم کیا۔ تاریخ اسلام کا اگر طائرانہ جائزہ لیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ یورپ میں اسلامی ورثے کی موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ جدید یورپ کی بنیادیں اسلامی ورثے پر ہی رکھی گئی ہیں۔ مرجام شاتانوی، شیرون میکڈونلڈ اور کاتارزینا پوزون (Shatanawi, Macdonald, & Puzon) کی 2021ء کی تحقیق (Heritage, Islam, Europe: Entanglements and directions. An introduction) میں یورپ میں اسلامی ورثے کی موجودگی اور اس کے اثرات و تعلقات کا جائزہ لیا گیا جو کہ جنوبی اور مشرقی یورپ میں اسلام کی طویل مدتی موجودگی کو اُجاگر کرتا ہے۔[16] علاوہ ازیں! موجودہ دور میں مسلمان رہنماؤں کی عالمی سطح پر بھی بے شمار خدمات ہیں جن کا ذِکر یہاں ضروری ہے۔ صحافت ہو یا سیاست، فلاحی کام ہوں یا سماجی بہبود ہر جگہ رنگ و نسل کی تمیز کئے بغیر مسلمان اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ عالمی سیاست میں صادق خان (میئر لندن)، چوہدری محمد سرور (برطانوی پارلیمینٹیرئن)، لارڈ نذیر احمد (برطانوی ہاؤس آف لارڈز کے پہلے مسلم رُکن ممبر) اور دیگر مسلم سیاست دان موجود ہیں جو عالمی سطح پر اپنا قد کاٹھ رکھتے ہیں۔ اِسی طرح بے شمار ایسی فلاحی تنظیمیں بھی موجود ہیں جو علاقوں کی مناسبت سے بہت سارے فلاحی کام سر انجام دیتی ہیں جن میں کونسل آف امریکن اسلامک ریلیشنز (CAIR)، مسلم پبلک افیئرز کونسل (MPAC)، ایدھی (Edhi) فاؤنڈیشن وغیرہ شامل ہیں۔ یہ تنظیمیں تعلیم، صحت، قدرتی آفات میں مدد فراہم کرتے ہوئے اِنسانی حقوق اور فلاح و بہبود کیلئے کام کرتی ہیں۔ صحافت میں بھی بے شمار نام موجود ہیں جن میں مہدی حسن (امریکی -برطانوی صحافی)، فرید زکریا (سی این این) ڈاکٹر لورین بوتھ (فری لانسر) و دیگر شامل ہیں۔ ان مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ، مسلمان عالمی سطح پر مختلف شعبوں میں نمایاں کام سر انجام دے رہے ہیں جو نہ صرف ان کی محنت و لگن کا ثبوت ہے بلکہ عالمی امن و بھائی چارے کے لئے امید کی ایک کرن بھی ہیں۔

مسلم مخالف جرائم اور عالمی ردعمل:

مُسلم تاریخ ایسے بے شمار کارناموں اور ایجادات سے بھری پڑی ہے جنہیں سراہا جانا ضروری ہے۔ اِس کے برعکس دُنیا کے بیشتر ممالک میں مُسلم مخالف اقدامات اور مُسلم کُش فسادات دیکھنے اور سُننے کو ملتے ہیں، جیسے بوسنیا میں مسلمانوں

[15]Shaheen, A., Smith, S. L., Choueiti, M., & Pieper, K. (2021). Missing & Maligned: The reality of Muslims in popular global movies. Annenberg Inclusion Initiative, University of Southern California. https://assets.uscannenberg.org/docs/aii-study-muslim-representation-2021.pdf

[16]Shatanawi, M., Macdonald, S., & Puzon, K. (2021). Heritage, Islam, Europe: Entanglements and directions. An introduction. In Islam and Heritage in Europe (pp. 1-28). Routledge

کی نسل کُشی، گجرات کے مُسلم کُش فسادات، روہنگیا میں مُسلمانوں کا قتل عام، آذری مسلمانوں کا خوجالے میں جینو سائیڈ، فلسطین اور کشمیر میں لاکھوں کی تعداد میں مُسلمانوں کا منظم ریاستی قتل عام یونائیٹڈ نیشنز اور ہیومن رائیٹ کمیشنز کی نظر میں شائد کوئی خاص اہمیت کا حامل نہیں- مغربی ممالک میں مسلمانوں کے ساتھ نفرت، تضحیک آمیز رویے اور امتیازی سلوک برتا جاتا ہے- ہیومین رائیٹس واچ (Human Rights Watch)[17] اور امنیسٹی انٹرنیشنل (Amnesty International)[18] کی رپورٹس کے مطابق، مُسلم پناہ گزینوں کے ساتھ روا رکھا جانے والا سلوک، بین الاقوامی انسانی حقوق کی کھلی خلاف ورزی ہے- یورپئن کونسل آن ریفیوجیز اینڈ ایگزائلز (European Council on Refugees and Exiles) نے 2022ء کی اپنی ایک رپورٹ میں انکشاف کیا کہ مُسلم پناہ گزینوں کی پناہ کی درخواستیں مسترد کئے جانے کی شرح غیر مسلم درخواستوں کے مقابلے میں زیادہ تھیں-[19] علاوہ ازیں! یونائیٹڈ نیشنز ہیومین رائیٹس کمشنرز فار ریفیوجیز (UNHCR) نے اپنی 2023ء کی رپورٹ میں بتایا کہ دُنیا بھر میں 65 فیصد مہاجرین مسلمان ہیں، جنہیں اکثر پابندیوں اور تعصب کا سامنا ہے، جس میں زیادہ سخت جانچ پڑتال، طویل حراست اور زیادہ شرح سے ملک بدری کے مسائل شامل ہیں-[20]

مستقبل کالائحہ عمل:

مندرجہ بالا مسائل کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو عالمی امن دورِ جدید کا تقاضا ہے- جس کے لئے ضروری ہے کہ 'ہم' بمقابلہ 'وہ' کی تقسیم کو ختم کیا جائے اور مشترکہ انسانی حقوق پر توجہ دی جائے- اِن دقیانوسی تصورات کو چیلنج کرتے ہوئے ایسی پالیسیاں تشکیل دی جائیں جو یکساں سلوک کو ترجیح دیں- جیسا کہ اِسلامی تعلیمات امن، بھائی چارے، رواداری، بین المذاہب مکالمے اور مساوات کا درس دیتی ہیں ایسے ہی تمام مذاہب کی مشترکہ تعلیمات کو اُجاگر کرنے کی ضرورت ہے جو کہ عالمی امن اور بھائی چارے کا زینہ ثابت ہو سکتی ہیں- اگر میڈیا، حکومتیں اور عوام مل کر انصاف اور ہم آہنگی کو فروغ دیں تو ایک ایسا معاشرہ تشکیل پا سکتا ہے جہاں ”ہم“ میں سب شامل ہوں اور ”وہ“ کا کوئی وجود نہ رہے-

☆☆☆

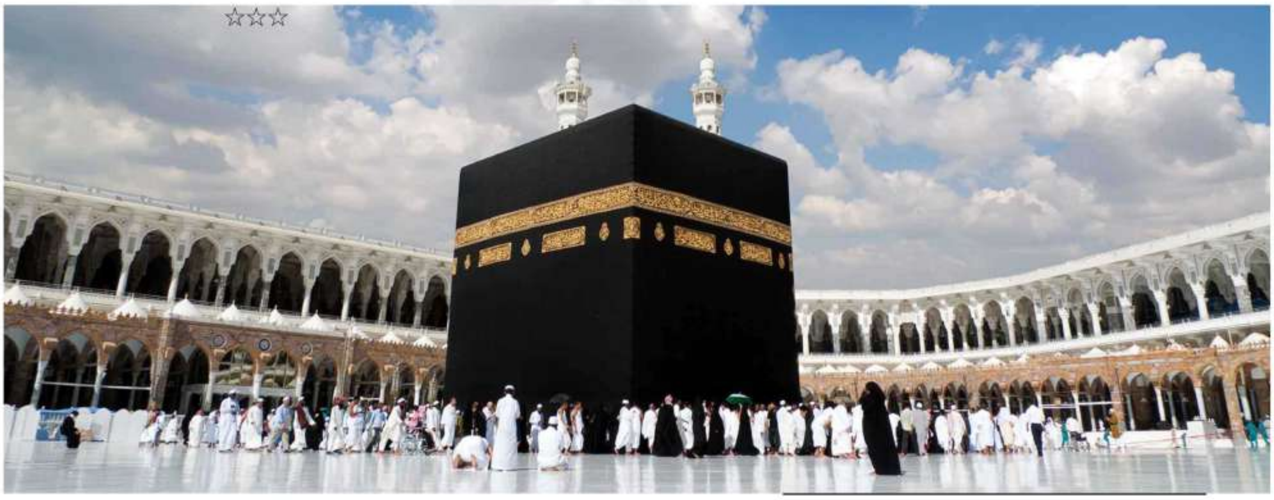

[17]Human Rights Watch. (2021). Our lives are like death: Syrian refugee returns from Lebanon and Jordan. https://www.hrw.org/report/2021/10/20/our-lives-are-death/syrian-refugee-returns-lebanon-and-jordan

[18]Amnesty International. (2022). Amnesty International report 2021/22: The state of the world's human rights. https://www.amnesty.org/en/latest/research/2022/03/annual-report-202122/

[19]European Council on Refugees and Exiles. (2022). ECRE factsheet: Asylum statistics and the need for protection in Europe. https://ecre.org/ecre-factsheet-asylum-statistics-and-the-need-for-protection-in-europe/

[20]Garnier, A. (2023). UNHCR and the transformation of global refugee governance: the case of refugee resettlement. In Research handbook on the institutions of global migration governance (pp. 50-62). Edward Elgar Publishing.

روس-یوکرین جنگ پس منظر، پیش رفت اور حالیہ صورتحال

محمد بازید خان

عالمگیریت کے نتیجے میں دنیا ایک عالمی گاؤں کی شکل اختیار کر چکی ہے، جہاں دو ریاستوں کے درمیان ہونے والے کسی بھی جنگ یا تنازع کے اثرات پوری دنیا پر مرتب ہوتے ہیں- اس قسم کے بحرانوں کے باعث بین الاقوامی تجارت اور روزگار کے مواقع اور قیمتی جانیں بری طرح متاثر ہوتی ہیں- روس-یوکرین جنگ کی مثال اسی حقیقت کی عکاسی کرتی ہے- فروری 2022ء میں روس نے یوکرین پر مکمل فوجی حملہ کیا، جس کے بعد صدر زلنسکی نے مارشل لاء نافذ کیا اور 18 سے 60 سال کے مردوں پر ملک چھوڑنے کی پابندی لگادی- عالمی برادری نے روس پر سخت اقتصادی پابندیاں عائد کیں، جبکہ نیٹو اور مغربی ممالک نے یوکرین کو فوجی امداد، جدید اسلحہ، ٹینک، میزائل سسٹمز اور دفاعی سازوسامان اور انسانی امداد، میں خوراک، طبی سامان، اور پناہ گزینوں کی مدد شامل ہے- جون سے نومبر 2022ء کے دوران جنگ میں شدت آئی، یوکرین نے خارکیف کے کئی علاقے دوبارہ حاصل کیے، جبکہ روس نے متنازعہ ریفرنڈم کے ذریعے کچھ علاقوں کے الحاق کا دعویٰ کیا- دسمبر 2022ء سے فروری 2023ء میں سردیوں کے باعث جنگ کی شدت کم ہوئی، لیکن سفارتی کوششیں بے نتیجہ رہیں- مارچ سے دسمبر 2023ء تک جنگ نے 50 لاکھ سے زائد شہریوں کو بے گھر کر دیا اور خوراک و توانائی کی عالمی منڈیوں میں بحران پیدا کیا- 2024ء میں برطانیہ میں حکومت بدلی، مگر جنگ جاری رہی- 20 جنوری 2025ء کو امریکہ میں نئی حکومت بنی، جس کا عالمی ردعمل پر اثر ڈلتا نظر آتا ہے- اب تک، یوکرین کا بنیادی ڈھانچہ تباہ ہو چکا ہے، عالمی معیشت 30 فیصد عدم استحکام کا شکار ہے اور مغربی ممالک نے 100 ارب ڈالر سے زائد فوجی امداد فراہم کی ہے- ہزاروں فوجی اور شہری ہلاک یا زخمی ہو چکے ہیں، جبکہ 10 لاکھ سے زائد افراد بے گھر ہو چکے ہیں- تاہم، جنگ کا کوئی واضح اختتام نظر نہیں آ رہا-[1]

جنگی پس منظر:

سوویت یونین کے 1991ء میں خاتمے کے بعد یورپ کا جغرافیائی سیاسی منظر نامہ نمایاں طور پر تبدیل ہوا- سابقہ مشرقی بلاک[2] کے ممالک نے مغربی اداروں، خاص طور پر نیٹو اور یورپی یونین، کے ساتھ قریبی تعلقات استوار کرنا شروع کیے- نیٹو کی مشرقی یورپ میں توسیع کا مقصد خطے میں استحکام، اجتماعی دفاع کو مضبوط کرنا اور مستقبل کے تنازعات کو روکنا تھا

[1]House of Commons Library. *Conflict in Ukraine: A Timeline (Current Conflict, 2022-Present)*. Research Briefing CBP-9847, UK Parliament, February 5, 2024. https://researchbriefings.files.parliament.uk/documents/CBP-9847/CBP-9847.pdf.

[2]وہ ممالک ہیں جو دوسری جنگ عظیم کے بعد سوویت یونین کے زیرِ اثر تھے اور کمیونسٹ نظام حکومت کے تحت چل رہے تھے۔ یہ ممالک سرد جنگ کے دوران مغربی ممالک، خاص طور پر امریکہ اور نیٹو، کے مخالف سمجھے جاتے تھے۔ جن میں سوویت یونین، مشرقی جرمنی، پولینڈ، چیکوسلواکیہ، ہنگری، رومانیہ، بلغاریہ اور البانیہ شامل ہیں۔

- تاہم، روس نے نیٹو کی اس توسیع کو اپنی سلامتی کے لیے براہ راست خطرہ سمجھا اور اسے روس کو مغربی فوجی اتحاد کے گھیرے میں لینے کی کوشش قرار دیا گیا- اس کشیدگی نے یوکرین میں 2014ء میں کریمیا کے الحاق اور ڈونباس تنازعے جیسے بڑے جغرافیائی سیاسی تنازعات کو جنم دیا- اسی طرح، یورپی یونین کی توسیع کا مقصد مشرقی یورپ کے ممالک میں جمہوریت، معیشت اور استحکام کو فروغ دینا تھا، لیکن اس عمل نے بھی روس کے ساتھ تنازعات کو بڑھایا، کیونکہ ماسکو نے اسے اپنی جغرافیائی سیاست پر حملہ سمجھا- روس نے یورپی یونین کی پابندیوں کے جواب میں توانائی کے وسائل کو سفارتی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے، خاص طور پر ان ممالک کے خلاف جو روسی گیس پر انحصار کرتے ہیں- مثلاً، 2022ء میں روس نے پولینڈ اور بلغاریہ کو گیس کی فراہمی معطل کر دی تھی کیونکہ ان ممالک نے روسی گیس کی ادائیگی روبل میں کرنے سے انکار کیا تھا- یوکرین میں روس کی مداخلت کے بعد، مغربی ممالک نے روس پر اقتصادی پابندیاں عائد کیں، جس سے روسی معیشت متاثر ہوئی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ یورپی کاروبار اور تجارتی تعلقات بھی متاثر ہوئے-

ان جغرافیائی سیاسی تنازعات کے نتیجے میں مشرقی یورپ کو شدید انسانی بحران کا سامنا کرنا پڑا، خاص طور پر یوکرین میں، جہاں جنگ کے نتیجے میں 10000 سے زائد شہری ہلاک اور 8 ملین سے زائد افراد بے گھر ہوئے- کریمیا کے الحاق اور ڈونباس جنگ نے خوراک کی قلت، صحت کی سہولیات کی عدم دستیابی اور اقتصادی تباہی کو مزید سنگین بنا دیا- یورپی یونین، امریکہ اور اقوام متحدہ نے روس پر پابندیاں عائد کیں، یوکرین کو مالی امداد فراہم کی اور سفارتی مذاکرات جیسے کہ منسک معاہدے کے ذریعے امن کی کوششیں کیں-[3]

روس-یوکرین جنگ میں دونوں ممالک نے مختلف حربے استعمال کیے ہیں، جن میں فوجی کارروائیاں، سفارتی کوششیں اور معاشی اقدامات شامل ہیں- یوکرین نے مغربی ممالک کی جانب سے فراہم کردہ جدید اسلحے اور فوجی امداد کا استعمال کرتے ہوئے روسی افواج کا مقابلہ کیا ہے- امریکہ، برطانیہ اور دیگر نیٹو ممالک نے یوکرین کو ہتھیاروں، ٹینکوں، اور دفاعی نظاموں کی فراہمی میں اہم کردار ادا کیا ہے- اس کے علاوہ، یوکرین نے سائبر جنگ کے ذریعے روسی افواج کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے، جس میں روسی فوجی اور سرکاری ویب سائٹس کو ہیک کرنا شامل ہے-[4]

دوسری طرف، روس نے یوکرین کے خلاف اپنی فوجی طاقت کا بھرپور استعمال کیا ہے، جس میں میزائل حملے، فضائی بمباری اور زمینی فوجی کارروائیاں شامل ہیں- روس نے یوکرین کے اہم شہروں، جیسے کہ کیف، خارکیف اور ماریوپول پر بھاری بمباری کی ہے، جس سے بڑے پیمانے پر تباہی ہوئی ہے- روس نے یوکرین میں اپنے اثر و رسوخ کو بڑھانے کے لیے پراکسی گروپس کا بھی استعمال کیا ہے، جو یوکرین کے مشرقی علاقوں میں سرگرم ہیں- روس کو فوجی اور معاشی مدد کی فراہمی میں

[3]Bukhari, Syed Rizwan Haider, Amir Ullah Khan, Shabana Noreen, Mr Tehsin Ullah Khan, Mr Nasir Khan, and Mr Inam Ul Haq. "Ukraine and Russia: A historical analysis of geopolitical dynamics, national identity, and conflict escalation leading to the present-day crisis." *Kurdish Studies* 12, no. 2 (2024): 5803-5824.

[4]US, allies sanction Russia over Ukraine." *Dawn*, February 23, 2022. https://www.dawn.com/news/1676653.

چین اور بیلاروس جیسے ممالک کا تعاون حاصل ہے، جو روس کی پالیسیوں کی حمایت کرتے ہیں۔[5]

عالمی برادری نے روس-یوکرین جنگ پر مختلف ردعمل ظاہر کیا، جہاں امریکہ، کینیڈا اور یورپی یونین نے روس پر سخت معاشی پابندیاں عائد کیں اور یوکرین کو فوجی امداد فراہم کی، وہیں چین، بھارت اور کچھ افریقی ممالک غیر جانبدار رہے اور ایران اور شمالی کوریا نے روس کی کھل کر حمایت کی۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل میں متعدد قراردادیں پیش کی گئیں، جن میں 2 مارچ 2022ء کو جنرل اسمبلی کی قرارداد میں 141 ممالک نے روسی حملے کی مذمت کی، جبکہ 5 ممالک نے مخالفت کی اور 35 غیر جانبدار رہے۔[6] 24 فروری 2022 کو سلامتی کونسل میں پیش کی گئی قرارداد روس نے ویٹو کر دی، جس میں جنگ بندی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ 7 اپریل 2022ء کو جنرل اسمبلی نے یوکرین میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی تحقیقات کیلئے قرارداد منظور کی، جسے 93 ممالک کی حمایت حاصل ہوئی، جبکہ 24 نے مخالفت اور 58 نے غیر جانبداری اختیار کی۔ 12 اکتوبر 2022ء کو جنرل اسمبلی نے روس کے چار علاقوں کے غیر قانونی الحاق کی مذمت کی، جسے 143 ممالک نے منظور کیا، 5 نے مخالفت کی اور 35 غیر جانبدار رہے۔[7] 23 فروری 2023ء کو جنرل اسمبلی نے فوری جنگ بندی اور روسی فوجوں کی واپسی کا مطالبہ کیا، جسے 141 ممالک نے حمایت دی، 7 نے مخالفت کی اور 32 غیر جانبدار رہے۔ ان قراردادوں سے عالمی برادری کا متحدہ مؤقف واضح ہوا، لیکن روس کے ویٹو پاور کی وجہ سے سلامتی کونسل میں کوئی مؤثر اقدامات نہ کیے جا سکے۔[8]

جون میر شائمر ایک ممتاز امریکی ماہرِ بین الاقوامی تعلقات اور حقیقت پسندانہ (Realist) نظریہ کے حامی ہیں، جو جیوپولیٹکس اور سیکیورٹی اسٹڈیز پر اپنی تحقیقی تصانیف کے لیے مشہور ہیں۔ روس-یوکرین جنگ کی بنیادی وجہ نیٹو کی مشرقی توسیع اور مغربی مداخلت کو قرار دیتے ہیں۔

"امریکہ اور اس کے یورپی اتحادی اس بحران کی زیادہ تر ذمہ داری رکھتے ہیں"۔

ریاستیں اپنی سلامتی اور اثر و رسوخ کو بڑھانے کی کوشش کرتی ہیں۔ ان کے مطابق روس اور یوکرین کو ایک بفر زون سمجھتا ہے۔ اور مزید لکھتے ہیں:

"روس کی کارروائیاں محض ایک مقامی بڑی طاقت کی جانب سے اپنی سرحدوں کے ارد گرد اثر و رسوخ کا دائرہ برقرار رکھنے کی کوشش ہے، جو بیرونی دباؤ کے پیش نظر کی جا رہی ہیں"۔[9]

روس-یوکرین تنازعہ اور عالمی سلامتی

روس کا جوہری حکمت عملی یوکرین تنازعے میں ایک اہم شدت کی نشاندہی کرتی ہے۔ صدر پیوٹن کی جانب سے

[5]BBC News. "Ukraine Conflict: Why Is Russia Invading and What Does Putin Want?" *BBC News*, March 7, 2022. https://www.bbc.com/news/world-europe-60506682.
[6]UN News. "March 2, 2022 Resolution." Last modified March 2, 2022. https://news.un.org/en/story/2022/03/1113152.
UN News. "March 2, 2022 Resolution." Last modified March 2, 2022. https://news.un.org/en/story/2022/03/1113152.
[7]UN News. "October 12, 2022 Resolution." Last modified October 12, 2022. https://news.un.org/en/story/2022/10/1129492.
[8]United Nations General Assembly. "February 23, 2023 Resolution." Last modified February 23, 2023. https://www.un.org/en/ga/.
[9]Smith, Nicholas Ross, and Grant Dawson. "Mearsheimer, realism, and the Ukraine war." *Analyse & Kritik* 44, no. 2 (2022): 175-200.

جوہری ہتھیاروں کے استعمال کی حد کو کم کرنا اس بات کی علامت ہے کہ روس روایتی حملوں کے جواب میں جوہری ردعمل دے سکتا ہے، خاص طور پر اگر وہ حملے ایسے ممالک کے فراہم کردہ ہتھیاروں کے ذریعے کیے جائیں جو خود جوہری طاقت ہیں، جیسے کہ امریکہ- اس حکمت عملی کا مقصد مغربی ممالک کو یوکرین کی فوجی امداد سے باز رکھنا اور روایتی اور جوہری جنگ کے درمیان حد کو دھندلا کرنا ہے- یہ نئی پالیسی روس کو میزائل یا ڈرون حملوں کو بھی جوہری خطرہ سمجھ کر جوابی کارروائی کا اختیار دیتی ہے، جس سے کسی بھی غلط اندازے یا غیر ارادی طور پر جنگ کے وسیع ہونے کا خطرہ مزید بڑھ گیا ہے اور عالمی صورتحال مزید نازک ہو چکی ہے-

یوکرین کی جانب سے امریکی فوجی ٹیکٹیکل میزائل سسٹم[10]، میزائلوں کے استعمال کا فیصلہ تنازعے میں ایک نیا موڑ ثابت ہوا ہے- یوکرین نے پہلی بار امریکی فراہم کردہ طویل فاصلے تک مار کرنے والے میزائلوں کے ذریعے براہ راست روسی سرزمین (بریانسک علاقہ) کو نشانہ بنایا، جس سے جنگ کے دائرے میں مزید توسیع ہو گئی- روس نے اس کارروائی کو امریکہ کی براہ راست شمولیت قرار دیا ہے، جس سے ماسکو اور واشنگٹن کے تعلقات مزید کشیدہ ہو گئے ہیں- روسی وزارت خارجہ نے خبردار کیا ہے کہ یہ اقدامات روس اور امریکہ کے درمیان براہ راست تصادم کا سبب بن سکتے ہیں، جس سے مزید جغرافیائی وسیاسی عدم استحکام پیدا ہو گا- یہ پیش رفت ایسے وقت میں ہوئی جب امریکہ میں صدارتی انتظامیہ کی تبدیلی کا عمل جاری تھا، جہاں بائیڈن حکومت یوکرین کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتی رہی، تاکہ ٹرمپ کے اقتدار سنبھالنے کے بعد اس پالیسی میں ممکنہ تبدیلی سے پہلے یوکرین کو مضبوط کیا جا سکے- یوکرین کی طویل فاصلے تک مار کرنے والے میزائلوں کے حملوں کے جواب میں روس نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف "ٹھوس اور مؤثر" ردعمل دینے کی دھمکی دی ہے- اس ردعمل میں فوجی کارروائیاں، سائبر حملے، یا مزید جوہری طاقت کا مظاہرہ شامل ہو سکتا ہے- عالمی صورتحال انتہائی نازک ہو چکی ہے اور جوہری طاقتوں کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی عالمی سلامتی کے لیے ایک بڑا چیلنج بن چکی ہے-[11]

روس-یوکرین جنگ کے عالمی تجارت پر اثرات:

روس کے یوکرین پر حملے نے نہ صرف ان دونوں ممالک بلکہ پوری دنیا کی معیشت پر شدید اثر ڈالا ہے، جس کے نتیجے میں خوراک، ایندھن اور خام مال کی سپلائی متاثر ہوئی- جنگ سے پہلے روس اور یوکرین عالمی گندم کی برآمدات کا 25 فیصد فراہم کرتے تھے، جبکہ روس یورپ کے لیے 40 فیصد توانائی فراہم کرتا تھا- جنگ کے بعد، خوراک اور توانائی کی قیمتوں میں 30 سے 50 فیصد تک اضافہ ہوا، جو پہلے ہی کووڈ-19 کے بعد مہنگائی کی بلند ترین سطح پر تھیں- اس جنگ کے باعث عالمی سپلائی چین میں 20 فیصد سے زیادہ رکاوٹیں آئیں، جس سے پیداوار اور برآمدات میں کمی واقع ہوئی- خاص طور پر، روس پر لگنے والی اقتصادی پابندیوں نے تیل، گیس اور صنعتی دھاتوں کی سپلائی کو محدود کر دیا، جس کے نتیجے میں یورپ کو متبادل توانائی کے ذرائع تلاش کرنے پر مجبور ہونا پڑا- اس کے علاوہ، زرعی اجناس اور کھاد کی قلت کے باعث ترقی پذیر ممالک میں خوراک کی قیمتوں میں 35 فیصد تک اضافہ ہوا، جس نے غذائی بحران اور غربت میں 15 فیصد اضافہ کر دیا- جنگ نے عالمی تجارتی نظام کو غیر مستحکم کرتے ہوئے ڈی گلوبلائزیشن کے رجحان کو تیز کیا، جہاں کئی ممالک نے اپنی

[10]Army Tactical Missile System جو-مین سے-مین پر داغا جاتا ہے اور اہم اسٹریٹجک اہداف کو نشانہ بنانے کے لیے استعمال ہوتا ہے-

[11]BBC News. "Putin Declares Russia Could Launch Nuclear Strike in Response to Conventional Attack | BBC News." *YouTube video*, 20 Nov 2024. https://youtu.be/oYiT_H13Vio

سپلائی چین کو مقامی وسائل پر منتقل کرنے کی کوششیں کیں، جس سے بین الاقوامی تجارت میں 10 فیصد کمی پیدا ہوئی۔[12]

اس جنگ سے یوکرین کی معیشت کو شدید نقصان پہنچا، اور اس کا جی ڈی پی جنگ کے پہلے سال میں 30 سے 35 فیصد تک کم ہو گیا۔ جنگ کے باعث یوکرین میں 71 لاکھ مزید لوگ غربت کا شکار ہو گئے، جس سے غربت کی شرح 5.5 فیصد سے بڑھ کر 2022ء میں 24.2 فیصد ہو گئی۔ خوراک کی قلت بڑھ گئی، خاص طور پر مشرقی اور جنوبی علاقوں میں، جہاں 50 فیصد خاندانوں کو کھانے کی کمی کا سامنا ہے۔ یوکرین کا زرعی شعبہ، جو پہلے 45 فیصد برآمدات یعنی 22.2 ارب ڈالر کماتا تھا، جنگ سے شدید متاثر ہوا۔ سیاہ سمندر اناج معاہدے (Black Sea Grain Initiative)[13] کے تحت کچھ دیر کے لیے برآمدات میں بہتری آئی، اور یوکرین نے 3 کروڑ 30 لاکھ ٹن خوراک برآمد کی، مگر جولائی 2023ء میں روس کے معاہدے سے نکلنے کے بعد یہ عمل رک گیا۔ جنگ کی وجہ سے 60 لاکھ سے زیادہ یوکرینی شہری ملک چھوڑنے پر مجبور ہوئے، جس سے افرادی قوت میں 15 فیصد کمی ہو گئی اور کاروبار کی شرح سال کے آخر میں 32 فیصد رہ گئی۔

روس پر لگائی گئی پابندیوں سے اس کی معیشت کو بڑا نقصان پہنچا، لیکن یہ جنگ ختم کرنے میں ناکام رہی ہیں۔ جنگ سے پہلے، روس کی معیشت کا 50 فیصد حصہ تجارت پر مبنی تھا، اور ماہرین نے پیشگوئی کی تھی کہ 2022ء میں روس کی

معیشت 11 فیصد تک گر جائے گی۔ لیکن حقیقت میں، اس کا جی ڈی پی 2.1 سے 4.5 فیصد تک کم ہوا، جو توقع سے کم تھا۔ اس کے باوجود، طویل مدتی نقصان بہت زیادہ ہے، اور اندازہ ہے کہ روس کی معیشت پابندیوں کے بغیر 7 سے 10 فیصد زیادہ ترقی کر سکتی تھی۔ 2023ء کے پہلے تین ماہ میں روس کا بجٹ خسارہ 2400 ارب روبل تک پہنچ گیا، جو پورے سال کے بجٹ خسارے کا آدھا ہے۔ روس کی معیشت میں بھی بڑی تبدیلیاں آئی ہیں۔ گاڑیاں بنانے کی صنعت شدید متاثر ہوئی اور پیداوار میں شدید کمی ہوئی اور پیداوار 25 فیصد تک گر گئی، جبکہ جنگی سامان دھاتوں اور کپڑوں کی پیداوار میں اضافہ ہوا۔ اگرچہ پابندیوں نے روس کی جنگی کارروائیوں کو نہیں روکا، لیکن اس کی فوجی طاقت کو کمزور ضرور کیا ہے۔

روس نے اپنے بجٹ کا زیادہ حصہ جنگ پر خرچ کرنا شروع کر دیا، جس سے عام عوام کے لیے مشکلات بڑھ گئیں۔ 2023ء میں روس نے دفاع اور سیکیورٹی کے شعبے پر 50 فیصد سے زیادہ خرچ کیا، جبکہ صحت، تعلیم، انفراسٹرکچر اور صنعت پر خرچ میں بالترتیب 9، 2، 24 اور 19 فیصد کمی کر دی گئی۔ اس جنگ میں روس کے تقریباً 1 لاکھ 20 ہزار فوجی مارے جا چکے ہیں اور کئی نوجوان اور تعلیم یافتہ افراد ملک چھوڑ کر جا رہے ہیں، جس سے ملک کو 'برین ڈرین' کا سامنا ہے۔ روسی کرنسی روبل کی قدر گر چکی ہے، جس سے 1998ء جیسے بڑے مالی بحران کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اگر جنگ جاری رہی تو روس کو ایک لمبے عرصے تک شدید اقتصادی بحران کا

[12]International Monetary Fund. "The Long-Lasting Economic Shock of War." *Finance & Development*, March 2022. https://www.imf.org/en/Publications/fandd/issues/2022/03/the-long-lasting-economic-shock-of-war.

[13]ایک معاہدہ تھا جو اقوام متحدہ اور ترکیہ کی ثالثی سے جولائی 2022 میں طے پایا، جس کا مقصد روس-یوکرین جنگ کے دوران یوکرین کی بحری بندرگاہوں سے محفوظ طریقے سے گندم اور دیگر زرعی اجناس کی برآمدات کو بحال کرنا تھا تاکہ عالمی غذائی بحران کو روکا جا سکے۔

سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، جو 1990ء کی دہائی کے بحران سے بھی زیادہ خطرناک ہو سکتا ہے۔[14]

روس-یوکرین جنگ اور پاکستانی معیشت

روس-یوکرین جنگ کے نتیجے میں پاکستان کو شدید معاشی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، جس میں پیٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں 30 سے 40 فیصد اضافہ اور پاکستانی روپے کی قدر میں 2022ء کے دوران تقریباً 30 فیصد کمی شامل ہے۔ روس اور یوکرین عالمی گندم کی 25 فیصد سپلائی فراہم کرتے ہیں، لیکن جنگ کے باعث برآمدات متاثر ہوئیں، جس سے پاکستان میں گندم کی قیمتوں میں 35 فیصد اضافہ ہوا۔ اس کے علاوہ، کھاد کی قلت نے زرعی پیداوار کو متاثر کیا، جس سے خوراک کی قیمتیں مزید بڑھ گئیں۔ عالمی تجارتی سپلائی چین میں رکاوٹوں کے باعث پاکستان کی برآمدات (خصوصاً ٹیکسٹائل) متاثر ہوئیں، جس نے تجارتی خسارے کو بڑھا دیا۔ زرِ مبادلہ کے ذخائر میں کمی کے باعث پاکستان کو آئی ایم ایف اور دیگر مالیاتی اداروں پر زیادہ انحصار کرنا پڑا، جبکہ توانائی بحران اور بجلی کی قیمتوں میں اضافے نے صنعتی پیداوار اور عام صارفین کو مزید مالی بوجھ میں ڈال دیا۔ ان معاشی چیلنجز سے نمٹنے کے لیے پاکستان کو متبادل تجارتی شراکت داروں، توانائی کے نئے ذرائع اور زرعی اصلاحات پر کام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ مستقبل میں ایسے عالمی بحرانوں کا مؤثر مقابلہ کیا جا سکے۔[15]

ٹرمپ، زلنسکی تنازعہ اور امن کی راہ

ڈونلڈ ٹرمپ اور ولودیمیر زلنسکی کے درمیان تعلقات کا سفر کبھی ہموار نہیں رہا۔ 21 اپریل 2019ء کو جب زلنسکی یوکرین کے صدر منتخب ہوئے، تو ٹرمپ نے فون کرکے انہیں مبارکباد دی۔ لیکن یہ خوشگوار آغاز جلد ہی تلخی میں بدل گیا، جب 25 جولائی 2019ء کو ایک فون کال کے دوران اُس وقت کے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے یوکرینی صدر ولودیمیر زلنسکی سے مطالبہ کیا کہ وہ جو بائیڈن (جو اُس وقت ٹرمپ کے سیاسی حریف تھے) اور ان کے بیٹے ہنٹر بائیڈن کے یوکرین میں کاروباری معاملات کی تحقیقات کریں۔ یہ معاملہ بعد میں ٹرمپ کے پہلے مواخذے کی بنیاد بنا، کیونکہ الزام لگایا گیا کہ ٹرمپ نے ذاتی سیاسی فائدے کیلیے یوکرین پر دباؤ ڈالا ہے۔[16]

24 فروری 2022ء کو جب روس نے یوکرین پر حملہ کیا، تو صورتحال اور گھمبیر ہو گئی۔ 2025ء میں ٹرمپ کے دوبارہ صدر بننے کے بعد، انہوں نے یوکرین کے ساتھ اپنا رویہ بدل لیا۔ 28 فروری 2025ء کو وائٹ ہاؤس میں ایک عوامی ملاقات کے دوران، ٹرمپ نے زلنسکی پر بے ادبی اور "تیسری عالمی جنگ سے کھیلنے" کا الزام لگایا۔ اس ملاقات میں زلنسکی نے واضح کہا کہ:

"ہم روسی صدر پیوٹن کے ساتھ کسی بھی قسم کے سمجھوتے کیلیے تیار نہیں ہیں۔ ہم اپنی آزادی کی قیمت پر کوئی سودا نہیں کریں گے"۔[17]

اس ملاقات کے بعد، 3 مارچ 2025ء کو ٹرمپ نے یوکرین کے لیے دی جانے والی امریکی فوجی امداد کو روکنے کا

[14]Economics Observatory. "Ukraine: What's the Global Economic Impact of Russia's Invasion?" *Economics Observatory*, last modified February 2024. https://www.economicsobservatory.com/ukraine-whats-the-global-economic-impact-of-russias-invasion.

[15]Hasnain, Shahbaz. "RUSSIA-UKRAINE WAR ECONOMIC IMPACT ON PAKISTAN." *Sociology & Cultural Research Review* 3, no. 01 (2025): 326-341.

[16]BBC News. "Ukraine President Zelensky and Trump: Timeline of relations." https://www.bbc.com/news/articles/clyj3j2r25wo

[17]CNN. "Zelensky-Trump Argument: What Really Happened in White House Meeting."

اعلان کیا- یہ فیصلہ زلنسکی کے لیے بڑا دھچکا تھا، کیونکہ یوکرین روس کے خلاف لڑائی کے لیے امریکا کی امداد پر انحصار کرتا ہے- ٹرمپ نے کہا کہ اگر یوکرین امن مذاکرات کے لیے سنجیدہ نہیں ہوا تو امریکا اپنی امداد جاری نہیں رکھے گا-[18]

اگرچہ کشیدگی برقرار رہی، لیکن 4 مارچ 2025ء کو زلنسکی نے ایک بیان میں اس ملاقات کو "افسوسناک" قرار دیا اور کہا کہ وہ ٹرمپ کی "مضبوط قیادت" میں دیرپا امن کے لیے تیار ہیں- زلنسکی نے واضح کیا کہ وہ مذاکرات کے حق میں ہیں، مگر یوکرین کی خودمختاری پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا-[19]

بات چیت کے دوران، زلنسکی نے جنگ بندی کے لیے عملی تجاویز پیش کیں جن میں قیدیوں کی رہائی، میزائل اور ڈرون حملوں پر پابندی اور سمندری راستوں پر جنگ بندی شامل ہے، بشرطیکہ روس بھی ایسا کرے- ٹرمپ کی جانب سے بھی عندیہ دیا گیا کہ اگر روس تیار ہو تو 30 دن کی جنگ بندی ممکن ہے، جس پر انہوں نے صدر پوٹن سے جلد بات کرنے کا ارادہ ظاہر کیا-[20]

آخر میں، اگرچہ دونوں رہنماؤں کے درمیان تلخ جملوں کا تبادلہ ہوا، لیکن 4 مارچ 2025ء کو زلنسکی کے بیان اور ٹرمپ کے کانگریس سے خطاب کے بعد یہ تاثر ملا کہ دونوں کسی نہ کسی سطح پر تعاون کے لیے تیار ہیں- ٹرمپ نے اعلان کیا کہ اگر روس بھی متفق ہو جائے تو سیز فائر پر عملدرآمد جلد شروع ہو سکتا ہے اور زلنسکی کو دوبارہ وائٹ ہاؤس آنے کی دعوت دی- تاہم، یوکرین کو اب بھی خدشہ ہے کہ اس پر ایک کمزور معاہدہ مسلط کیا جا سکتا ہے، جبکہ ٹرمپ چاہتے ہیں کہ جلد از جلد کوئی حل نکالا جائے- ان دونوں کے تعلقات نہ صرف امریکہ-یوکرین تعلقات کی عکاسی کرتے ہیں بلکہ یہ اس بڑے عالمی مسئلے کی تصویر بھی ہیں جو روس-یوکرین جنگ کے باعث دنیا کے امن کو لاحق ہے-[21]

روس-یوکرین جنگ میں سعودی کردار:

سعودی عرب، جو یوکرین سے 2000 میل دور ہے اور سیاسی طور پر بھی کافی فاصلے پر ہے، لیکن روس-یوکرین جنگ میں ایک اہم ثالث کے طور پر ابھرا ہے- 10 مارچ 2025ء کو، سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے یوکرین کے صدر ولودیمیر زلنسکی اور امریکی وفد کے درمیان اہم مذاکرات کی میزبانی کی- امریکی وفد کی قیادت سیکرٹری آف اسٹیٹ مارکو روبیو اور نیشنل سیکیورٹی ایڈوائزر مائیک والٹز کر رہے تھے- اگلے دن، سعودی عرب نے امریکی اور یوکرینی وفود کے درمیان براہ راست مذاکرات کا اہتمام کیا- اس کے نتیجے میں ایک معاہدہ[22] سامنے آیا جو اب ماسکو میں زیر غور ہے- یہ معاہدہ اس لیے بھی اہم ہے کیونکہ اس سے کچھ ہفتے قبل وائٹ ہاؤس میں زلنسکی، صدر ڈونلڈ ٹرمپ اور نائب صدر جے ڈی وینس کے درمیان مذاکرات ناکام ہو گئے تھے-[23]

14 مارچ کو، روسی صدر ولادیمیر پوٹن نے کہا کہ وہ اصولی طور پر اس معاہدے سے متفق ہیں، لیکن تفصیلات پر مزید کام کرنے کی ضرورت ہے- اگر معاہدہ طے پا جاتا ہے، تو امکان ہے کہ اس پر سعودی عرب میں دستخط ہوں گے،

---

https://edition.cnn.com/2025/03/04/europe/zelensky-trump-argument-comment-ukraine-intl/index.html

[18]Washington Post. "Trump pauses Ukraine aid over negotiation demands."
https://www.washingtonpost.com/world/2025/03/04/trump-ukraine-aid-pause-reaction/

[19]New York Times. "Trump and Rutte Talks, and Ukraine Ceasefire Hopes."
https://www.nytimes.com/2025/03/13/us/politics/trump-rutte-zelensky-ukraine-ceasefire.html

[20]The Telegraph. "Ukraine-Russia War and US Ceasefire Proposals."
https://www.telegraph.co.uk/world-news/2025/03/11/ukraine-russia-war-latest-news-ceasefire-talks-us/

[21]BBC News. "Ukraine Conflict: Why Is Russia Invading and What Does Putin Want?" *BBC News*, March 7, 2022.
https://www.bbc.com/news/world-europe-60506682.

[22]U.S. proposal to enact an immediate, interim 30-day ceasefire

[23]Zelenskiy Heads to Saudi Arabia Ahead of Crunch US Talks," Reuters, March 10, 2025,
https://www.reuters.com/world/zelenskiy-heads-saudi-arabia-ahead-crunch-us-talks-2025-03-10/.

کیونکہ سعودی عرب نے نہ صرف یوکرین اور امریکہ کے درمیان مذاکرات کی میزبانی کی ہے بلکہ اس سے قبل روس اور امریکہ کے درمیان بھی اہم مذاکرات کا اہتمام کیا ہے۔[24]

سعودی عرب نے جنگ کے آغاز سے ہی روس اور یوکرین دونوں کے ساتھ متوازن تعلقات برقرار رکھے ہیں۔ مثلاً 2022ء میں، اوپیک پلس کے رکن ممالک، جن میں سعودی عرب اور روس شامل ہیں، نے تیل کی پیداوار میں یومیہ 20 لاکھ بیرل کمی کا فیصلہ کیا۔ اس اقدام کا مقصد عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں کو مستحکم کرنا تھا، لیکن اس کا سب سے زیادہ فائدہ روس کو ہوا، کیونکہ تیل کی قیمتوں میں اضافے سے اس کی برآمدات سے حاصل ہونے والی آمدنی میں نمایاں اضافہ ہوا، جس نے مغربی پابندیوں کے اثرات کو کم کرنے میں مدد دی۔ مزید برآں، 2023ء میں سعودی عرب نے اپنی تیل کی پیداوار میں مزید کمی کا اعلان کیا، جس سے عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں میں مزید اضافہ ہوا اور روس کی معیشت کو مزید استحکام ملا۔ تاہم، کچھ ہی مہینوں بعد، سعودی عرب نے یوکرین کے صدر زلنسکی کو جدہ میں منعقدہ عرب لیگ کے اجلاس سے خطاب کرنے کی دعوت دی، جس سے ظاہر ہوا کہ سعودی سفارت کاری یک طرفہ نہیں بلکہ متوازن ہے۔ یہ اقدام 2023ء میں ہونے والے اس بین الاقوامی اجلاس کا پیش خیمہ ثابت ہوا، جہاں 40 ممالک کے نمائندوں نے یوکرین جنگ پر بات چیت کی اور ممکنہ امن حل پر غور کیا۔[25]

سعودی عرب کی یوکرین جنگ میں ثالثی کی کوششیں اس کی علاقائی اور عالمی سفارتی پوزیشن کو مضبوط بنانے کے لیے اہم ہیں۔ اگرچہ اس کے نتائج ابھی واضح نہیں ہیں، لیکن سعودی عرب کی یہ کوششیں اسے عالمی سفارتی منظرنامے پر ایک اہم ملک کے طور پر پیش کرتی ہیں۔[26]

پیوٹن کی جنگ بندی کی شرائط:

جنگ بندی سے متعلق معاہدے[27] پر پیوٹن نے کہا کہ:

"ایسے مسائل ہیں جن پر ہمیں بات چیت کرنے کی ضرورت ہے، اور میرا خیال ہے کہ ہمیں اس بارے میں اپنے امریکی ساتھیوں اور شراکت داروں سے گفتگو کرنی چاہیے، اور ممکنہ طور پر صدر ٹرمپ سے بھی رابطہ کر کے اس پر تبادلہ خیال کرنا چاہیے"۔

صدر پیوٹن کی جنگ بندی سے متعلق واضح شرائط میں یوکرین کی غیر جانبداری، نیٹو میں شمولیت پر پابندی اور روسی سرحدوں کے قریب کسی بھی مغربی عسکری موجودگی کا خاتمہ شامل ہے۔ جنگ کے دوران حاصل کیے گئے علاقوں، بشمول ڈونباس، زاپوریزہیا اور خیرسون، پر مکمل روسی کنٹرول کو تسلیم کرنا ضروری قرار دیا جائے۔ مغربی اقتصادی پابندیوں کا خاتمہ بھی بنیادی شرط ہے، تاکہ روس کی معیشت پر

[24]Putin, Saudi Crown Prince Discuss OPEC+ Agreements, Ukraine Crisis in Call," Reuters, March 14, 2025, https://www.reuters.com/world/putin-saudi-crown-prince-discuss-opec-agreements-ukraine-crisis-call-2025-03-14/.
[25]Samuel Ramani, "Saudi Arabia's Role as Ukraine War Mediator Advances Gulf Nation's Diplomatic Rehabilitation and Boosts Its Chances of a Seat at the Table Should Iran-US Talks Resume," The Conversation, https://theconversation.com/saudi-arabias-role-as-ukraine-war-mediator-advances-gulf-nations-diplomatic-rehabilitation-and-boosts-its-chances-of-a-seat-at-the-table-should-iran-us-talks-resume-252035
[26]Cathrin Schaer, "Saudi Arabia Rebrands as Mediator for Global Crises," DW, February 2024, https://www.dw.com/en/saudi-arabia-rebrands-as-mediator-for-global-crises/a-71875311.
[27]U.S. proposal to enact an immediate, interim 30-day ceasefire

دباؤ کم ہو۔ یوکرین کو مغربی اسلحے کی فراہمی بند کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے، تاکہ مستقبل میں کسی ممکنہ خطرے کا سدباب ہو سکے۔ اس کے علاوہ، بحیرہ اسود اور بحیرہ ازوف پر روسی کنٹرول برقرار رکھنا بھی ایک اہم شرط ہے، تاکہ خطے میں روس کی اسٹریٹجک برتری یقینی بنائی جاسکے۔[28]

اختتامیہ:

روس-یوکرین جنگ نے دنیا کے سیاسی، اقتصادی اور سماجی منظرنامے پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ یہ جنگ محض دو ممالک کا تنازع نہیں بلکہ ایک ایسا بحران بن چکی ہے جس نے عالمی معیشت، توانائی، خوراک کی فراہمی اور عالمی سلامتی کو خطرے میں ڈال دیا ہے اور کہیں نہ کہیں اسے تیسری عالمی جنگ کا شاخسانہ قرار دیا جارہا ہے۔ اس جنگ کے نتیجے میں عالمی سطح پر مہنگائی میں اضافہ، سپلائی چین میں رکاوٹ اور لاکھوں افراد کی ہجرت جیسے سنگین مسائل پیدا ہوئے۔ روس نے اپنی جغرافیائی سلامتی کو خطرے میں دیکھتے ہوئے جارحانہ حکمت عملی اختیار کی، جبکہ یوکرین نے اپنی آزادی اور خودمختاری کے لیے شدید مزاحمت کی۔ مغربی دنیا، خصوصاً امریکہ اور یورپی یونین نے یوکرین کی حمایت میں کھل کر فوجی، مالی اور سفارتی امداد کی، جس نے جنگ کو مزید طول دیا۔ دوسری طرف، روس پر اقتصادی پابندیوں نے اس کی معیشت کو متاثر تو کیا، مگر جنگ کو روکنے میں ناکام رہیں۔

ڈونلڈ ٹرمپ اور زلنسکی کے تعلقات نے اس تنازعے کو مزید پیچیدہ بنا دیا، جہاں ٹرمپ نے یوکرین پر امریکی امداد مشروط کر دی اور زلنسکی کے مؤقف کو چیلنج کیا۔ خاص طور پر، ٹرمپ کی طرف سے بعض شرائط، جیسے یوکرین میں موجود قیمتی معدنیات، جن میں لیتھیم اور ٹائٹینیم شامل ہیں، کی دریافت اور نکالنے کے معاہدے کو امداد کے بدلے رکھنا، اس معاملے کو مزید متنازعہ بنا گیا۔ یوکرین کے پاس یورپ کے سب سے بڑے معدنی ذخائر میں شامل یہ عناصر جدید ٹیکنالوجی، الیکٹرک گاڑیوں اور الیکٹرانکس میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، جن کا کوئی معروف متبادل نہیں ہے۔[29] ایسے میں امریکی حمایت کو معدنی وسائل سے جوڑنے کی کوشش نے اس جنگ میں اقتصادی مفادات کے عنصر کو مزید نمایاں کر دیا۔

یہ سب ظاہر کرتا ہے کہ امریکی داخلی سیاست بھی اس عالمی بحران پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ سعودی عرب جیسے ممالک کی ثالثی کی کوششوں سے وقتی پیش رفت ضرور ہوئی، مگر پائیدار حل اب تک ممکن نہیں ہو سکا۔ مجموعی طور پر، اس جنگ نے واضح کر دیا کہ عالمی طاقتوں کے باہمی مفادات اور جغرافیائی سیاست کس طرح عالمی امن اور انسانی جانوں کے لیے خطرہ بن سکتے ہیں۔ اگر یہ جنگ جلد ختم نہ ہوئی تو عالمی اقتصادی بحران، انسانی المیہ اور علاقائی عدم استحکام مزید بڑھ سکتا ہے۔ لہٰذا، عالمی برادری کو چاہیے کہ وہ سفارتی حل، مذاکرات اور پائیدار سیز فائر کے لیے سنجیدہ اور عملی اقدامات کرے تاکہ اس تباہ کن جنگ کا خاتمہ ممکن بنایا جاسکے

☆☆☆

[28] Al Jazeera. "What Are Putin's Conditions for a Ceasefire in Ukraine?" *Al Jazeera*, March 14, 2025. https://www.aljazeera.com/news/2025/3/14/what-are-putins-conditions-for-a-ceasefire-in-ukraine.

[29] Independent Urdu. "ٹرمپ نے یوکرین کی معدنی دولت پر نظر جمالی؟" *Independent Urdu*, March 16, 2025. https://www.independenturdu.com/node/178658.

پیرس معاہدے سے امریکہ کا اخراج اور اس کے عالمی ماحولیاتی مضمرات

محمد طلحہ سلیم

ابتدائیہ:

ہم ایک ایسے جہان میں رہتے ہیں جہاں تمام انسان ایک دوسرے سے باہمی طور پر جُڑے ہوئے ہیں- اسی طرح، ایک فرد یا قوم کا مسئلہ دوسرے کے لیے بھی باعثِ تشویش بن جاتا ہے- انسان بنیادی طور پر ایک علم پسند مخلوق ہے اور علم کی بدولت ہی اس نے بے شمار ترقی حاصل کی ہے- آج ہم ایک ایسی دنیا میں زندگی گزار رہے ہیں جہاں ہر طرح کی سہولیات دستیاب ہیں، سفر کے طویل اوقات منٹوں میں سمٹ چکے ہیں اور پوری کائنات کی معلومات محض ایک کلک کی دوری پر ہیں- یہاں تک کہ انسان چاند سے آگے نکل چکا ہے، اور یہ سب انسانی علم اور تحقیق کے باعث ممکن ہوا ہے-

سائنسی ترقیات اور ٹیکنالوجی کی بدولت جہاں بے شمار سہولیات میسر آئی ہیں، وہیں مختلف چیلنجز بھی درپیش ہیں- ان چیلنجز میں سب سے بڑا اور سنگین مسئلہ ماحولیاتی تبدیلی ہے، جو پوری دنیا کی فلاح و بہبود کے لیے ایک سنگین خطرہ بن چکا ہے- اس بڑھتے ہوئے عالمی مسئلے کے پیشِ نظر، عالمی رہنماؤں نے ماحول دوست دنیا کے قیام کے لیے پیرس معاہدہ تشکیل دیا، جس کا مقصد ماحولیاتی تحفظ اور پائیدار ترقی کو فروغ دینا تھا-

تاہم، یہ معاہدہ بھی کئی مشکلات کا شکار ہے، خاص طور پر اس وقت جب امریکہ نے اس معاہدے سے دستبرداری کا اعلان کر دیا- بعض عالمی طاقتیں اپنی عیش و عشرت پر سمجھوتہ کیے بغیر ماحولیاتی بحران کا بوجھ ترقی پذیر ممالک پر ڈالنے کی خواہاں نظر آتی ہیں- نتیجتاً، ترقی پذیر ممالک ماحولیاتی تبدیلی کے اثرات سے شدید متاثر ہو رہے ہیں کیونکہ ان کے پاس اس بحران سے نمٹنے کے لیے درکار وسائل کی شدید کمی ہے- یہ امر اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ عالمی ماحولیاتی تحفظ کے لیے تمام اقوام کو مشترکہ اور مساوی ذمہ داری قبول کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ ایک پائیدار اور محفوظ مستقبل کی بنیاد رکھی جا سکے-

پیرس ماحولیاتی معاہدہ:

پیرس معاہدہ ماحولیاتی تبدیلی سے متعلق ایک قانونی طور پر پابند بین الاقوامی معاہدہ ہے، جو 12 دسمبر 2015ء کو پیرس میں ہونے والی "سی او پی 21" کانفرنس میں اقوام متحدہ کے 196 ممالک نے منظور کیا اور یہ 4 نومبر 2016ء کو نافذ العمل ہوا- اس معاہدے کا بنیادی مقصد عالمی درجہ حرارت میں اضافے کو صنعتی انقلاب سے پہلے کی سطح کے مقابلے میں 2 ڈگری سینٹی گریڈ سے کم رکھنا اور ممکنہ حد تک 1.5 ڈگری سینٹی گریڈ تک محدود کرنا ہے- حالیہ برسوں میں عالمی رہنماؤں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اکیسویں صدی کے اختتام تک درجہ حرارت میں اضافے کو 1.5 ڈگری سینٹی گریڈ سے کم رکھنے کی اشد ضرورت ہے- کیونکہ اقوام متحدہ کے بین الحکومتی پینل برائے ماحولیاتی تبدیلی کے مطابق اس حد سے تجاوز کرنے کی صورت میں شدید موسمی اثرات جیسے خشک سالی، شدید گرمی کی

لہریں اور غیر معمولی بارشوں میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس ہدف کو حاصل کرنے کیلئے گرین ہاؤس گیسز کے اخراج کو 2025ء سے پہلے اپنی بلند ترین سطح پر پہنچنے کے بعد 2030ء تک 43 فیصد تک کم کرنا ضروری ہو گا۔ پیرس معاہدہ، ماحولیاتی تبدیلی کے خلاف کثیر الجہتی تعاون کی ایک تاریخی پیش رفت ہے، کیونکہ یہ پہلی بار تمام ممالک کو ایک مشترکہ قانونی فریم ورک کے تحت ماحولیاتی چیلنجز سے نمٹنے اور ان کے اثرات سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے یکجا کرتا ہے۔[1]

ماحولیاتی تبدیلی: ایک سنگین عالمی مسئلہ

ماحولیاتی تبدیلی کا مطلب زمین کے درجہ حرارت اور موسم میں ایک طویل عرصے تک آنے والی تبدیلی ہے۔ اس تبدیلی کی وجہ سے پہلے جو موسم کئی برسوں تک ایک جیسے رہتے تھے، اب ان میں غیر معمولی تبدیلیاں دیکھنے کو مل رہی ہیں۔ گرمی زیادہ ہو رہی ہے، سردیاں کم ہو رہی ہیں، بارشوں کا نظام بدل رہا ہے اور کہیں بہت زیادہ بارش ہو رہی ہے تو کہیں خشک سالی ہے۔ یہ تمام تبدیلیاں زمین کے قدرتی توازن کو متاثر کر رہی ہیں اور انسانوں، جانوروں اور پودوں کے لیے مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔

ماحولیاتی تبدیلی زمین کے درجہ حرارت اور موسم میں طویل مدتی تبدیلی کو ظاہر کرتی ہے، جس کے باعث گزشتہ 100 سالوں میں درجہ حرارت میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ 2015ء سے 2024ء کے دوران، عالمی درجہ حرارت 19 ویں صدی کے اواخر کے مقابلے میں 1.28 ڈگری زیادہ رہا، جبکہ 2024ء تاریخ کا گرم ترین سال ثابت ہوا، جس میں درجہ حرارت پہلی بار 1.5 ڈگری سے تجاوز کر گیا۔ فوسل فیولز کے استعمال سے خارج ہونے والی گرین ہاؤس گیسز اس اضافے کی بنیادی وجہ ہیں، جن کی بدولت صنعتی انقلاب کے بعد فضا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار میں 50 فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔ ہیٹ ویوز، شدید بارشیں، گلیشیئرز کا پگھلنا اور سمندری سطح میں اضافہ جیسے اثرات نمایاں ہو رہے ہیں، جبکہ 2024ء میں سمندری طوفان ہیلن اور ملٹن کے باعث 200 سے زائد افراد ہلاک اور ہر طوفان کا تخمینہ نقصان 50 بلین ڈالر تک رہا۔ 2022ء میں مشرقی افریقہ میں 40 سال کی بدترین خشک سالی سے 20 ملین افراد قحط کے خطرے سے دوچار ہوئے، جبکہ ایسی مزید خشک سالی کا امکان 100 گنا بڑھ چکا ہے۔ اقوام متحدہ کے مطابق، دنیا میں 3.3 سے 3.6 بلین افراد ماحولیاتی خطرات سے متاثر ہو رہے ہیں اور اگر درجہ حرارت 2 ڈگری تک بڑھ گیا تو 10 ملین افراد سیلاب اور دیگر آفات کا شکار ہو سکتے ہیں، جبکہ مرجان کی چٹانوں کا 99 فیصد خاتمہ ہو سکتا ہے۔ 2050ء تک مزید کئی سو ملین افراد غربت اور ماحولیاتی خطرات کا سامنا کریں گے، جو عالمی اقتصادی اور سماجی عدم استحکام میں اضافے کا باعث بنے گا۔[2]

COP-29 میں ہونے والے ماحولیاتی مذاکرات:

ماحولیاتی کانفرنس، جو آذربائیجان کے دارالحکومت باکو میں منعقد ہوئی، 33 گھنٹوں کے مذاکرات کے بعد ایک معاہدے پر اختتام پذیر ہوئی، جس میں امیر ممالک نے غریب ممالک کی ماحولیاتی تبدیلی سے نمٹنے کیلیے سالانہ 300 بلین ڈالر فراہم کرنے کا وعدہ کیا، جو 2035ء تک 1.3 ٹریلین ڈالر تک بڑھانے کی کوشش ہو گی۔ تاہم، ترقی پذیر ممالک نے اس رقم کو "ناکافی" قرار دیا، کیونکہ وہ 1.3 ٹریلین ڈالر سالانہ کا مطالبہ کر رہے تھے۔ افریقی گروپ نے اسے کہا کہ:

"بہت کم، بہت دیر سے" "too little, too late"

اقوام متحدہ کے ماحولیاتی سربراہ سائمن سٹیئل نے تسلیم کیا کہ یہ معاہدہ مکمل نہیں، مگر تعاون جاری رکھنے کی علامت

[1]United Nations Framework Convention on Climate Change. *The Paris Agreement*. Accessed March 10, 2025. https://unfccc.int/process-and-meetings/the-paris-agreement.

[2]BBC News. N.d. "What Is Climate Change? A Really Simple Guide." *BBC News*. Accessed March 10, 2025. https://www.bbc.com/news/science-environment-24021772.

ہے- شدید گرمی، سمندری طوفانوں اور ماحولیاتی آفات کے بڑھتے ہوئے اثرات کے درمیان، یہ فنڈز ترقی پذیر ممالک کو قابل تجدید توانائی میں سرمایہ کاری اور فوسل فیول سے دور ہونے میں مدد دیں گے- تاہم، اجلاس میں امریکی انتخابات کے بعد صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی ممکنہ واپسی کے اثرات بھی زیر بحث رہے، کیونکہ وہ پیرس معاہدے سے امریکہ کے اخراج کے حامی ہیں، جس سے مالی وعدوں میں کمی کا خدشہ پیدا ہوا ہے-[3]

ٹرمپ انتظامیہ کے فیصلے اور پیرس معاہدے پر اثرات:

ڈونلڈ ٹرمپ نے اپنی انتخابی مہم میں "امریکہ فرسٹ" کا نعرہ لگایا، جس کا مطلب تھا کہ وہ سب سے پہلے امریکہ کے مفادات کو دیکھیں گے- جب وہ صدر بنے تو انہوں نے کئی عالمی معاہدوں سے نکلنے کا فیصلہ کیا- ان معاہدوں میں پیرس ماحولیاتی معاہدہ بھی شامل تھا- ٹرمپ کا کہنا تھا کہ یہ معاہدہ امریکی معیشت کے لیے نقصان دہ ہے، اس لیے وہ اسے نہیں مانیں گے- ان کے اس فیصلے پر دنیا بھر میں تنقید کی گئی، کیونکہ یہ معاہدہ ماحولیاتی تبدیلی سے نمٹنے کے لیے بہت اہم تھا- 20 جنوری کو صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے ایگزیکٹو آرڈرز پر دستخط کیے، جن کے تحت امریکہ کو پیرس ماحولیاتی معاہدے اور عالمی ادارہ صحت سے الگ ہوگیا- ان فیصلوں سے "امریکہ فرسٹ" پالیسی کے تحت ٹرمپ نے اقوام متحدہ میں امریکی سفیر کو پیرس معاہدے سے فوری دستبرداری کا حکم دیا، حالانکہ اس معاہدے کے آرٹیکل 28 کے مطابق ایک سال کا نوٹس دینا ضروری تھا- ٹرمپ نے اپنے پہلے دور میں بھی اس معاہدے سے علیحدگی اختیار کی تھی، لیکن بائیڈن انتظامیہ نے 2021ء میں دوبارہ شمولیت اختیار کرلی- یہ فیصلہ فوسل فیول کو ترجیح دینے اور عالمی ماحولیاتی اقدامات کو کمزور کرنے کی نشانی سمجھا گیا، کیونکہ امریکہ گرین ہاؤس گیسز کے بڑے اخراج کنندگان میں شامل ہے- جس کا تخمینہ 13.6 فیصد ہے- ٹرمپ نے 2020ء میں اس عمل کا آغاز کیا تھا، لیکن بائیڈن نے 2021ء میں اس فیصلے کو واپس لے لیا، کیونکہ امریکہ کو مکمل طور پر الگ ہونے کے لیے ایک سال کا نوٹس دینا اور مالی وعدے پورے کرنا لازم تھا- نئے آرڈر کے تحت امریکی فنڈنگ روک دی گئی اور امریکی عملہ واپس بلایا گیا-[4]

مالیاتی اور اقتصادی اثرات

ترقی پذیر ممالک کا کہنا ہے کہ ترقی یافتہ ممالک نے تاریخی طور پر سب سے زیادہ گرین ہاؤس گیسز کے اخراج میں حصہ ڈالا ہے، کیونکہ انہوں نے اپنی معیشت کو بغیر کسی ماحولیاتی پابندی کے صنعتی ترقی کے ذریعے مضبوط کیا- ان کا مؤقف ہے کہ چونکہ امیر ممالک نے ماحول کو آلودہ کرتے ہوئے اقتصادی ترقی حاصل کی، اس لیے اب انہیں ماحولیاتی بحران سے نمٹنے کی زیادہ ذمہ داری لینی چاہیے- تاہم، حالیہ برسوں میں چین اور بھارت جیسی تیزی سے ترقی کرتی معیشتیں بھی دنیا کے سب سے بڑے موجودہ اخراج کنندگان میں شامل ہوگئی ہیں، جن کے ساتھ امریکہ بھی شامل ہے- اس صورتحال کے باعث ترقی یافتہ ممالک کا مؤقف ہے کہ ابھرتی ہوئی معیشتوں کو بھی اخراج میں کمی کیلیے مؤثر اقدامات کرنے اور

[3]Rannard, Georgina, and Esme Stallard. "Huge COP29 Climate Deal Too Little Too Late, Poorer Nations Say." *BBC News*, November 24, 2024. https://www.bbc.com/news/articles/cd0gx4przejo.

[4]European Parliamentary Research Service (EPRS). *US Withdrawal from the Paris Climate Agreement and from the WHO.* Authors: Elena Lazarou and Gabija Leclerc. PE 767.230 – February 2025. European Union, 2025. https://www.europarl.europa.eu/RegData/etudes/ATAG/2025/767230/EPRS_ATA(2025)767230_EN.pdf.

سخت ماحولیاتی پالیسیوں پر عمل کرنا چاہیے- لیکن ترقی پذیر ممالک اس دلیل کے خلاف یہ کہتے ہیں کہ ان کا، فی کس اخراج اب بھی کم ہے اور اکثر ان کے ضروری اقتصادی ترقی اور غربت کے خاتمے سے جڑا ہوتا ہے-[5]

عالمی سطح پر کاربن ڈائی آکسائیڈ کے اخراج میں مختلف ممالک کا حصہ درج ذیل ہے:

- چین:30.7فیصد
- امریکہ:13.6فیصد
- ہندوستان:7.6فیصد
- یورپی یونین:7.4فیصد
- روس:4.4فیصد
- افریقہ:4فیصد

یہ اعداد و شمار 2023ء کے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ چین اور امریکہ کاربن اخراج میں سر فہرست ہیں- افریقہ، اپنی بڑی آبادی کے باوجود، عالمی کاربن اخراج میں نسبتاً کم حصہ ڈالتا ہے-[6]

ٹرمپ انتظامیہ نے امریکہ کو ”loss and damage fund“ سے نکال لیا، جو ایک عالمی معاہدہ تھا جس کے تحت ترقی یافتہ ممالک نے ماحولیاتی تبدیلی سے متاثرہ غریب ممالک کی مدد کرنے کا وعدہ کیا تھا- یہ فنڈ COP-28 ماحولیاتی کانفرنس میں 2023ء میں منظور ہوا تھا، تاکہ ان ممالک کو مالی مدد دی جا سکے جو سمندری سطح میں اضافے، خشک سالی، سیلاب اور زمین بنجر ہونے جیسے مسائل کا سامنا کر رہے ہیں- امریکہ، جو تاریخ میں سب سے زیادہ آلودگی پھیلانے والا ملک ہے، اس فنڈ کے لیے صرف 17.5 ملین ڈالر دینے کا وعدہ کیا تھا، جبکہ فنڈ یکم جنوری 2024ء سے فعال ہو چکا ہے- جنوری کے آخر تک 27 ممالک نے مجموعی طور پر 741 ملین ڈالر دینے کا اعلان کیا، جو ان نقصانات کا صرف 0.2 فیصد ہے جو غریب ممالک ہر سال ماحولیاتی تبدیلی کے باعث جھیل رہے ہیں-

امریکہ کے پیرس ماحولیاتی معاہدے سے نکلنے سے دنیا میں امریکی وعدوں پر اعتماد کم ہوتا نظر آتا ہے- جس کی وجہ سے اگلے 7 برسوں میں امریکہ کے ساتھ ہونے والے معاہدے 7.9 فیصد کم ہو گئے- یورپی یونین اور چین سمیت کئی ممالک نے معاہدے کی حمایت جاری رکھی، جبکہ کچھ ممالک نے اس فیصلے کو اختلافی قرار دیا- اس فیصلے سے عالمی معاہدوں کا استحکام کمزور ہوا اور ماحولیاتی سفارت کاری میں امریکہ کا اثر و رسوخ کم ہو رہا ہے-[7]

ماحولیاتی چیلنجز اور پاکستان:

امریکہ کا پیرس معاہدے سے دستبردار ہونا عالمی ماحولیاتی کارروائی کے لیے ایک بڑا دھچکا ثابت ہوا، جس کے اثرات خاص طور پر موسمیاتی طور پر حساس ممالک، جیسے کہ پاکستان، پر پڑنے کے خدشات قوی ہیں- پاکستان، جو تیسرے قطب (ہمالیہ، قراقرم اور ہندوکش کے گلیشیئرز پر مشتمل علاقہ) کا حصہ ہے، موسمیاتی تبدیلی کے شدید اثرات کا سامنا کر رہا ہے- آرکٹک[8] میں بڑھتی ہوئی گرمی، جو باقی دنیا کے مقابلے میں چار گنا زیادہ ہے، پاکستان کے موسم پر گہرے اثرات ڈال رہی ہے، جس کے نتیجے میں گرمی کی شدید لہریں، سیلاب اور خشک سالی میں اضافہ ہو رہا ہے- پاکستان میں 7 ہزار سے زائد گلیشیئرز موجود ہیں، جن کے پگھلنے سے 3 ہزار

[5] Council on Foreign Relations. "The Paris Agreement on Climate Change." Accessed March 11, 2025. https://www.cfr.org/backgrounder/paris-global-climate-change-agreements.

[6] CNN. "Which Countries Are Responsible for the Most Climate Change? A COP28 Reality Check." *CNN*, December 2023. https://edition.cnn.com/interactive/2023/12/us/countries-climate-change-emissions-cop28/.

[7] Schmidt, Averell. "Damaged relations: How treaty withdrawal impacts international cooperation." *American Journal of Political Science* 69, no. 1 (2025): 223-239.

[8] آرکٹک ایک قطبی خطہ ہے جو شمالی نصف کرہ میں واقع ہے اور اس میں آرکٹک اوقیانوس، اس کے ارد گرد کے سمندری علاقے، اور کچھ شمالی ممالک کے حصے شامل ہیں، جن میں کینیڈا، گرین لینڈ (ڈنمارک)، آئس لینڈ، ناروے، سویڈن، فن لینڈ، روس، اور امریکہ (الاسکا) شامل ہیں۔

سے زائد گلیشیائی جھیلیں بن چکی ہیں، جو اچانک سیلاب کا باعث بن سکتی ہیں- 2022ء میں شدید بارشوں کے نتیجے میں ملک کا ایک تہائی حصہ زیر آب آگیا، جس سے 1700 سے زائد افراد ہلاک ہوئے- امریکہ جیسے بڑے اخراج کنندگان کی جانب سے پیرس معاہدے کی خلاف ورزی، کاربن کے اخراج میں کمی کے عالمی عزم کو نقصان پہنچاتی ہے اور دیگر ممالک کے لیے بھی ذمہ داریوں میں تاخیر کا جواز فراہم کرتی ہے- پاکستان کا کلائمیٹ رسک انڈیکس پر اسکور 87.83 ہے، جو اسے موسمیاتی خطرات کے لحاظ سے حساس ممالک میں شامل کرتا ہے- 2023ء کی sustainable development report کے مطابق، پاکستان کا اسکور 58.97 ہے، اور وہ 128 ممالک میں 128 ویں نمبر پر ہے- امریکہ کی جانب سے پیرس معاہدے سے دستبرداری نے نہ صرف ترقی پذیر ممالک کے لیے مالی امداد اور تکنیکی معاونت کی امیدوں کو کمزور کیا بلکہ ماحولیاتی بحران کے خلاف اجتماعی عالمی اقدامات کی ساکھ کو بھی متاثر کیا- تاہم ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے پاکستان کو اپنی موسمیاتی پالیسیاں بہتر بنانے، بین الاقوامی سطح پر مالیاتی اور تکنیکی تعاون کو فروغ دینے اور کاربن اخراج میں کمی کے لیے مؤثر اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے تاکہ پائیدار ترقیاتی اہداف کا حصول ممکن ہو سکے-[9]

اسلام آباد میں 6 اور 7 فروری 2025ء کو جناح کنونشن سینٹر میں دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی، جس کا مقصد ماحولیاتی تبدیلی کے حوالے سے آگاہی بڑھانا، عملی اقدامات کی حوصلہ افزائی کرنا اور ایک ماحولیاتی لحاظ سے مستحکم معاشرے کی بنیاد رکھنا تھا- اس کانفرنس کا انعقاد ڈان میڈیا کے 'بریتھ پاکستان' (Breathe Pakistan) اقدام کے تحت کیا گیا، جس کا مقصد ماحولیاتی تبدیلی کے حل پر تعاون کو فروغ دینا اور اس کے مقابلے کے لیے مالی وسائل کو متحرک کرنا ہے- پاکستان کو 2030 تک ماحولیاتی لحاظ سے مستحکم بننے کیلئے تقریباً 380 بلین ڈالر درکار ہیں، لیکن بین الاقوامی مالی معاونت کی کمی نے ان کوششوں میں رکاوٹ ڈالی ہے- کانفرنس میں تقریباً 100 ماہرین نے شرکت کی، جنہوں نے ماحولیاتی مالیات، ماحولیاتی انصاف، مطابقت، پائیدار حکمرانی، اور خاص طور پر جنوبی ایشیا میں ماحولیاتی عمل جیسے موضوعات پر تبادلہ خیال کیا-[10]

پیرس معاہدہ اور امریکی مؤقف:

ٹرمپ انتظامیہ کا مؤقف تھا کہ پیرس معاہدے کی شرائط امریکہ پر سخت توانائی کی پابندیاں عائد کر دیں گی، جس سے لاکھوں ملازمتوں کے ختم ہونے کا خدشہ ہے، خصوصاً مینوفیکچرنگ اور توانائی کے شعبوں میں- انتظامیہ کا کہنا تھا کہ یہ معاہدہ چین اور بھارت جیسے ممالک کو زیادہ فائدہ دیتا ہے، کیونکہ انہیں کاربن اخراج میں اضافے کی اجازت دی گئی ہے، جبکہ امریکہ کو سخت شرائط کا سامنا ہے- ایک اور اہم اعتراض خود مختاری سے متعلق تھا، کیونکہ ٹرمپ حکومت کو خدشہ تھا کہ اس معاہدے کے تحت امریکہ قانونی طور پر ذمہ دار ٹھہرایا جا سکتا ہے اور وہ اپنی ماحولیاتی پالیسی بنانے میں آزاد نہیں رہے گا- اس کے علاوہ، گرین کلائمیٹ فنڈ (Green Climate Fund) میں مالی شراکت پر بھی تنقید کی گئی،

[9]GlobalClimateRisks Platform. "SDGs on Thin Ice: Arctic Warming and Climate Crisis in Pakistan." Accessed March 11, 2025. https://globalclimaterisks.org/insights/sdgs-on-thin-ice-blogs/insights-pakistan/.

[10]Dawn. "Pakistan Needs $380bn to Become Climate-Resilient by 2030, Says Experts." *Dawn*, February 7, 2025. https://www.dawn.com/news/1889847.

جہاں ٹرمپ نے دعویٰ کیا کہ امریکہ کو ترقی پذیر ممالک کی مدد کیلئے اربوں ڈالر فراہم کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے، لیکن ان فنڈز کے مؤثر استعمال کی کوئی ضمانت نہیں دی جا رہی۔[11]

پیرس معاہدے کے فریم ورک کی ساکھ کو درپیش چیلنجز:

پیرس معاہدے کے تحت ممالک نے ماحولیاتی تحفظ کے لیے اہم وعدے کیے ہیں۔ امریکہ کا ہدف ہے کہ 2030 تک سال 2005 کی سطح کے مقابلے میں 50 سے 52 فیصد تک کاربن اخراج میں کمی لائے، جبکہ یورپی یونین نے سال 2030 تک کم از کم 55 فیصد کمی کا ہدف مقرر کیا ہے۔ اسی طرح، چین کیلیے طے شدہ ہدف 9 سے 19 فیصد کے درمیان کمی کا ہے۔ تاہم، یہ اہداف درجہ حرارت میں اضافے کو 1.5 ڈگری سینٹی گریڈ تک محدود کرنے کے لیے ناکافی سمجھے جا رہے ہیں۔ سفارتی پیش رفت کے باوجود، گرین ہاؤس گیسز کے اخراج میں اضافہ جاری ہے اور امریکہ کے پیرس معاہدے سے اخراج نے عالمی اعتماد کو کمزور کر دیا ہے۔ اس سے ماحولیاتی معاہدے کے نفاذ، مالی استحکام اور عالمی موسمیاتی پالیسیوں کی تاثیر پر شکوک و شبہات پیدا ہو گئے ہیں۔ 2023ء میں ہونے والی پہلی عالمی اسٹاک ٹیک نے واضح کیا کہ دنیا ابھی تک پیرس معاہدے کے اہداف کو پورا کرنے کی راہ پر نہیں ہے۔ مزید برآں، جب امریکہ جیسے بڑے اخراج کنندگان اپنے وعدے پورے کیے بغیر معاہدے سے علیحدہ ہوتے ہیں، تو یہ نہ صرف معاہدے کی ساکھ کو متاثر کرتا ہے بلکہ دیگر ممالک کو بھی اپنی ذمہ داریوں میں تاخیر کرنے کا جواز فراہم کرتا ہے۔ ایسے اقدامات ماحولیاتی پالیسیوں کی طویل مدتی کامیابی کے لیے ایک سنگین خطرہ ہیں اور عالمی آب و ہوا کی بہتری کے لیے کی جانے والی کوششوں کو متاثر کر سکتے ہیں۔[12]

اختتامیہ:

امریکہ کا پیرس معاہدے سے اخراج عالمی سطح پر مشترکہ کوششوں اور اعتماد کو کمزور کر دیتا ہے۔ ترقی پذیر ممالک جو امیر ممالک کی مدد اور ماحولیاتی مالی معاونت پر انحصار کرتے ہیں، انہیں اب فنڈنگ کی کمی کا سامنا ہے جس سے وہ اپنے تحفظ اور تبدیلی کے اقدامات پر عمل درآمد میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اگرچہ کچھ ممالک اپنی قومی طور پر متعین کردہ شراکتوں (Nationally Determined Contributions) کو بہتر بنا رہے ہیں، لیکن مجموعی اخراج کا رجحان عالمی درجہ حرارت کو 1.5 ڈگری تک محدود رکھنے کے لیے ناکافی ہے۔ 2023ء کے عالمی جائزے سے یہ ثابت ہوا کہ دنیا پیرس معاہدے کے اہداف پر پوری نہیں اتر رہی۔

تاہم، امریکہ کا معاہدے سے اخراج نہ صرف پیرس معاہدے کی طویل مدتی ساکھ اور مؤثریت کو خطرے میں ڈال رہا ہے بلکہ عالمی ماحولیاتی حکمرانی کو بھی منتشر اور غیر مستحکم بنا رہا ہے۔ اعتماد کی بحالی اور مشترکہ کوششوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ امریکہ دوبارہ معاہدے میں شامل ہو اور تمام ممالک اپنی ذمہ داریوں کو مضبوطی سے نبھائیں تاکہ تباہ کن ماحولیاتی اثرات سے بچا جا سکے۔

☆☆☆

[11]U.S. Department of State, "On the U.S. Withdrawal from the Paris Agreement," *U.S. Department of State*, November 4, 2019, https://2017-2021.state.gov/on-the-u-s-withdrawal-from-the-paris-agreement.

[12]Natural Resources Defense Council (NRDC). "Paris Climate Agreement: Everything You Need to Know Accessed March 11, 2025. https://www.nrdc.org/stories/paris-climate-agreement-everything-you-need-know#sec-whatis.

علامہ اقبال کی شاعری اور فکر میں بصیرت کا کردار

مابعد الطبیعیاتی فلسفہ کے تناظر میں

سبینہ عمر

علامہ محمد اقبال کا فلسفہ ٔبصیرت آپ کے پورے فلسفیانہ نظام کا ایک اہم جزو ہے، جو خودی، حرکت، اور مذہبی و روحانی تجربے سے جڑا ہوا ہے- اقبال کے نزدیک بصیرت عقل و شعور سے بڑھ کر ایک روحانی کیفیت ہے جس کے ذریعے انسان حقیقتِ مطلقہ (Ultimate Reality) کو سمجھ سکتا ہے اور یہ انسانی زندگی میں روحانی اور فکری ترقی کا ناصرف بنیادی ذریعہ بھی ہے بلکہ اس کے مابین ایک توازن کو بھی فروغ دیتا ہے- آپ کے تخیلات جو شاعری اور مقالات کی صورت میں وقتاً فوقتاً مختلف موضوعات کی صورت میں منظر عام پر آئے، ان میں مردِ کامل، نفس، تصوف، اشرف المخلوقات کا کردار، عظمتِ انسان، وحدت الوجود، وحدت الشہود، یورپ کی مادیت پرستی، الارض للہ کی تفسیر، انسانیت، مناظرِ فطرت، فلسفہ خودی، نظریہ خود آفاقیت، سماجی جمہوریت ، غیر استحصالی معاشی نظام، سیاسی وطنیت، مسلم امہ کی حالتِ زار شامل ہیں- غرضیکہ نظریہ انسان دوستی کے تحت اقبال نے ان گنت ایسے تشکیلی عناصر پیش کئے ہیں جو ان کے تخیلات کی عکاسی کرتے ہیں- آپ کے کلام میں مابعد الطبیعیات پیوست نظر آتی ہے- جیسا کہ آپ ضرب کلیم میں فرماتے ہیں:

اے اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

میٹافزکس 'یا' مابعد الطبیعیات 'کا علم ہے کیا؟

میٹا فزکس فلسفہ کی ایک اہم ترین شاخ ہے جس میں ایسے سوالات و حقائق زیر بحث آتے ہیں جن کے شافی جوابات دینے سے فزکس یعنی طبیعیاتی علوم تا حال قاصر نظر آتے ہیں- جیسے کائنات کا اولین محرک؟ موت کے بعد شعور کا معاملہ؟ وقت کی حقیقت؟ زمان و مکان میں اصل ربط؟ ذہن کیا ہے؟ ذہن اور دماغ میں فرق؟ ذہن اور جسم کا رشتہ؟ کائنات کا مقصد؟ یہ اور ان جیسے بے شمار موضوعات جن کے جواب دینے سے یا تو سائنس بالکل عاجز نظر آتی ہے کہ یہ اس کے دائرہ کار سے ہی باہر ہیں یا پھر ایسے جوابات دیتی ہے جو کسی طرح بھی شافی نہیں مانے جاسکتے- مادیت پسندی کے سیلاب میں کثیر تعداد ایسے افراد کی بھی ہے جو خود کو ایک محدود حسی ادراک یا 'امپیریکل ایویڈنس' تک کے خول میں قید رکھنا پسند کرتی ہے- اگرچہ اس کی اہمیت اپنی جگہ مسلّم ہے اور دنیا میں سربلندی کیلئے حسی علوم کی اہمیت سے کسی صورت انکار ممکن نہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ حسی ادراک سے آگے بھی بہت سے جہان ہیں- اسی لئے علامہ اقبال کے کلام کا محور میٹافزکس کے گرد گھومتا نظر آتا ہے-

علامہ اقبال کی میٹافزکس سے دلچسپی کی ایک اہم وجہ تصوف بھی ہے- ڈاکٹر ابو سعید نورالدین اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

”علامہ محمد اقبال کی بیعت ان کے والد کے وسیلہ سے تھی- ان کے والد کے پاس ایک مجذوب صفت درویش آیا کرتے تھے، جن کا سلسلہ قادریہ تھا وہ انہی سے بیعت تھے“-[1]

گو کہ آپ روحانی اعتبار سے حضرت مولانا رومؒ کو اپنا روحانی استاد بھی مانتے تھے- تصوف چونکہ ابتدا ہی سے آپ کی رگ و جان سے پیوست رہا ہے کیونکہ اس میں در حقیقت ما

[1](اسلامی تصوف اور اقبال، ص:230)

بعد الطبیعیاتی حقائق ہیں، اگر ان کو منطقی پیرائے میں منطقی استدلال کے ساتھ بیان کیا جائے تو وہ فلسفہ ہی ہے لیکن اگر ان حقائق کو جذباتی طور پر شعور و وجدان کی اساس پر ثابت کیا جائے تو یہ تصوّف ہے-اسی بنا پر آپ کے لیکچرز علم الکلام یا فلسفہ کے ماتحت آتے ہیں، لیکن آپ کی شاعری، خصوصًا مثنویوں کا ہیولیٰ اعلیٰ درجے کے تصوّف سے مزین ہے-

ما ز تخلیقِ مقاصد زندہ ایم
از شعاع آرزو تا بندہ ایم

گویا نت نئے مقاصد کی تخلیق ہی ہماری زندگی ہے آرزوؤں ہی کی کرن سے ہمیں چمک دمک نصیب ہے-

تصوّف اسلام سے الگ کوئی چیز نہیں بلکہ وہ عین اسلام ہے جس کے طفیل چشمِ بصیرت پہ حقیقت عیاں ہوتی ہے-جیسا کہ علامہ اقبال ارمغان حجاز میں فرماتے ہیں:

بچشم من نگہ آوردۂ تست
فروغِ لَا اِلٰہ آوردۂ تست
دوچارم کن بہ صبحِ من رآنی
شبم را تابِ مہ آوردۂ تست

’’گویا میری آنکھوں میں بصیرت تیری ہی لائی ہوئی ہے، لَااِلٰہ کی روشنی تیری ہی لائی ہوئی ہے، مجھے "مَن رآنی" کی صبح کے روبرو کر دے، میری رات کے لیے چاند کا نور تیرا ہی لایا ہوا ہے‘‘-

بصیرت عربی لغت میں قلبی عقیدہ، شناخت، یقین، ہوشیاری اور عبرت کے معنوں میں آتا ہے-[2] بصیرت لغت میں علم کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ ہر علم بصیرت ایجاد نہیں کر سکتا اور اسی طرح، ہر عالم دین کو بصیر نہیں کہا جا سکتا محض جوشِ خطابت، معلومات اور رٹہ انسان کو بصیر نہیں بناتے بلکہ وہ علم و عرفان و آگہی جو انسان کے شعور کو بیدار کر کے حق و باطل میں فرق اور حقیقت کو سمجھنے کی صلاحیت عطا کرے، وہ شعور و ذکاوت، بصیرت کے زمرے میں آتی ہے اور ایسی شناخت کی صلاحیت کے حامل انسان کو بصیر کہا جائے گا-ارشادِ ربانی ہے:

’’وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۫ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ‘‘[3]

’’اور یقیناً ہم نے انسان و جنات کی ایک کثیر تعداد کو گویا جہنّم کے لئے پیدا کیا ہے کہ ان کے پاس دل ہیں مگر سمجھتے نہیں ہیں اور آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں ہیں اور کان ہیں مگر سنتے نہیں ہیں، یہ چوپایوں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں اور یہی لوگ اصل میں غافل ہیں‘‘-

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ‘‘[4]

کیا وہ لوگ زمین میں چلتے پھرتے نہیں تو ان کے ایسے دل ہوتے جن سے سمجھتے اور ایسے کان ہوتے جن سے سنتے، پس بیشک آنکھیں نہیں اندھی ہوتی ہیں بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں پائے جاتے ہیں‘‘-

یعنی یہ اندھا پن جو دین کیلئے ضرر رساں ہے، درحقیقت یہ حق کی بابت قلب کا اندھا پن ہے، جیسے بصارت کا اندھا مرئیات کا مشاہدہ نہیں کر سکتا اسی طرح بصیرت کا اندھا حق کا مشاہدہ کرنے سے عاری رہتا ہے - اقبال کا فلسفہ بصیرت ان کے کلام اور فلسفیانہ افکار میں ایک کلیدی حیثیت رکھتا ہے- بصیرت کو اقبال نے ایک ایسی روحانی قوت کے طور پر پیش کیا جو انسان کو کائنات کی حقیقتوں اور خالق کی اصل حقیقت تک رسائی فراہم کرتی ہے، جو صرف عقل یا مادی تجربات سے

---

[2] لسان العرب، ناشر، دارالصادر:ج:4،ص:64

[3] (اعراف:179)

[4] (الحج:46)

ممکن نہیں- اقبال کے اس فلسفے کو اگر مابعد الطبیعیات اور جدید کوانٹم فزکس کے تناظر میں سمجھا جائے تو ایک جدید اور عمیق فکری میدان سامنے آتا ہے-

مابعد الطبیعیات، بصیرت اور عقل:

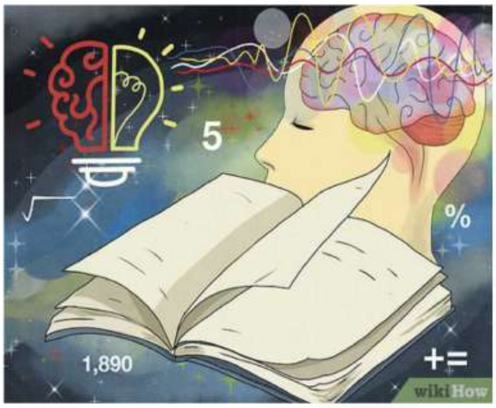

نظریات و عقائد میں تعقل کا کلیدی کردار ہے- عقائد کی روشنی میں انسانی عقل اپنی ایک رائے رکھتی ہے جو کہ تمام تر تھیوریز کے پریکٹیکل کے بعد ایک نتیجہ اخذ کرنے کی اہل ہوتی ہے- عصر حاضر میں جدید ترین ٹیکنالوجی، اختراعات یہ سب انسانی تعقل کی غماز ہیں -فلسفہ کی شاخوں میں ماوراء الطبیعیات (Metaphysics) ایک اہم شاخ ہے- یہ عالم کے داخلی و غیر مادی امور سے بحث کرتی ہے-اس کی ذیلی شاخوں میں الٰہیات و کونیات وجودیت کو شامل بحث کیا جاتا ہے-خدا، غایت، علت، وقت اور ممکنات جیسے اہم موضوعات اس کا اہم جز ہیں- ہستی و وجود کے ہونے کی وجہ اور فہم و ادراک کے مسائل میں الجھ کر کون (being) کی تلاش اس کے خاص موضوعات ہیں-

اقبال کے فلسفہ میں بصیرت اور عقل کے درمیان ایک واضح فرق موجود ہے- عقل کا دائرہ محدود ہے اور یہ مادی دنیا تک محدود رہتی ہے، جبکہ بصیرت وہ روحانی طاقت ہے جو انسان کو مابعد الطبیعیاتی (Metaphysical) حقائق تک رسائی دیتی ہے ، اقبال دونوں کو اجاگر کرنے کی دعوت دیتے ہیں - مابعد الطبیعیات میں وہ حقائق شامل ہیں جو مادی دنیا سے باہر ہیں اور جو خالق، روح اور کائنات کے بنیادی اصولوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں-اقبال نے اپنی کتاب ''Reconstruction of Religious Thought in Islam'' میں اس بات پر زور دیا کہ بذریعہ عقل ہمیں مادی دنیا کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے، لیکن چشم بصیرت وہ طاقت ہے جو مابعد الطبیعیاتی حقائق کے ادراک کا واحد ذریعہ ہے- کوانٹم فزکس کے تناظر میں اس کی مزید اہمیت اجاگر ہوتی ہے، کیونکہ جدید فزکس کے اصول بھی مادی دنیا سے آگے کے حقائق کا اشارہ دیتے ہیں- مثلاً، کوانٹم فزکس کی Wave-Particle Duality اور Quantum Entanglement جیسے نظریات ہمیں اس فہم سے آشنا کرتے ہیں کہ کائنات محض ایک مادی جسم نہیں بلکہ ایک پیچیدہ اور غیر مادی حقیقتوں کا مجموعہ ہے-اقبال فرماتے ہیں:

''زمانی اعتبار سے دیکھا جائے تو ہمارے محسوسات و مدرکات میں مادہ، حیات، نفس اور شعور اور علی الترتیب طبیعیات،حیاتیات اور نفسیات کا موضوعات شامل ہوتے ہیں- جدید طبیعیات کو صحیح سمت میں سمجھنے کے لیے یہ جان لینا ضروری ہے کہ مادہ کیا ہے؟ چونکہ طبیعیات ایک اختیاری علم ہے اور اس کا تعلق موجودات خارجی یعنی ان حقائق کے مطالعے سے جن کا ادراک ہم اپنے حواس کے ذریعے کرتے ہیں - گویا یہ محسوس مظاہر جن کی ابتدا اور اختتام مطالعہ پر آکر رک جاتی ہے-ماوراء علمائے طبیعیات کے پاس اپنے نظریوں کی تائید کا کوئی ذریعہ ہے اور نہ ہی تصدیق کا- انہیں یہ حق تو پہنچتاہے کہ بعض غیر مدرک اشیامثلاً جواہر کاوجود تسلیم کر لیں مگر اس لیے کہ مدرکات جس کی توجیہ ہو سکے -لہٰذا طبیعیات میں ہم مادی دنیا کا مطالعہ کرتے ہیں تو صرف اس حیثیت سے جس حیثیت سے حواس کی بدولت اس کا انکشاف ہوتا ہے''-[5]

کوانٹم فزکس کا غیر مادی پہلو:

کوانٹم فزکس نے مادی دنیا کے بارے میں ہماری روایتی انداز فہم کو تبدیل کیا- اس نظریے کے مطابق، ذرات نہ صرف اپنی موجودہ حالت میں ہوتے ہیں بلکہ مختلف ممکنات کی حالتوں میں بھی ہو سکتے ہیں، جو اس بات پر منحصر ہوتی ہیں کہ

[5](تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ، ص:48)

انہیں کیسے مشاہدہ کیا جاتا ہے- کوانٹم فزکس کے بنیادی نظریات جیسے کہ سپرپوزیشن اور انٹینگلمنٹ ظاہر کرتے ہیں کہ کائنات میں موجود ذرات کے درمیان غیر مرئی تعلقات موجود ہیں، جو فاصلے اور وقت سے آزاد ہوتے ہیں-جیسا کہ ہیزنبرگ نے اپنی کتاب Physics and Philosophy میں بیان کیا کہ ؟"کوانٹم نظریات کے تحت، مادہ کی حالتیں مادی مشاہدے کے بغیر غیر متعین اور غیر مادی رہتی ہیں"-

اسی پہلو کو اقبال کا فلسفہ عیاں کرتا ہے کہ انسان کی خودی مادی کائنات کے اصولوں سے بالاتر ہے اور وہ اپنے شعور اور ارادے سے کائنات کو تخلیق اور تشکیل دینے کی صلاحیت بھی رکھتی ہے-

فلسفہ اقبال نے نہ صرف اسلامی دنیا بلکہ عالمی سطح پر بھی اہم اثرات مرتب کیے ہیں- آپ کی شاعری میں یہ پیغام بار بار ملتا ہے کہ انسان کو غیر یقینی اور ان دیکھے امکانات کو اپنانا چاہیے- آپ کے کلام میں انسان کے روحانی ارتقاء اور غیر مادی کائنات کا تصور بار بار ابھرتا ہے، جو آپ کی فکری بنیادوں کا اہم جز ہے-

20ویں صدی کے اوائل میں کوانٹم فزکس کا ظہور ایک اہم سائنسی انقلاب تھا، جس نے مادے کی روایتی تفہیم کو چیلنج کیا نیز غیر مادی حقیقتوں کو اجاگر کیا- کوانٹم فزکس بھی کائنات کی غیر متعین حالتوں کو اہمیت دیتی ہے- دونوں فلسفے غیر مرئی اور غیر مادی حقیقتوں کی موجودگی پر زور دیتے ہیں- کائنات چونکہ ایک غیر مادی حقیقت کا مظہر ہے، جسے انسان اپنے شعور کے ذریعے دریافت کرتا ہے- علامہ اقبال کے کائناتی تصور اور کوانٹم فزکس کے نظریات کے درمیان مماثلت اور ہم آہنگی آپ کے فلسفے سے واضح ہوتی ہے-

بصیرت، خودی اور کوانٹم فزکس:

اقبال کی نظر میں خودی وہ مرکز ہے جہاں انسان کی حقیقت پوشیدہ ہوتی ہے اور بصیرت ہی وہ طاقت ہے جو انسان کو اس خودی کا ادراک عطا کرنے کی اہل ہوتی ہے- خودی کا یہ تصور بھی کوانٹم فزکس کے حوالے سے Observer Effect اور Consciousness کے درمیان ایک اہم ربط عیاں کرتا ہے- کوانٹم فزکس میں، Observer Effect کے مطابق، کسی بھی نظام کا مشاہدہ اس کے نتائج پر اثر انداز ہوتا ہے، یعنی مشاہدہ کرنے والے کی موجودگی حقیقت کو بدل سکتی ہے- اقبال کا فلسفہ خودی بھی اسی طرح انسانی شعور کی طاقت کو کائنات کے حقائق پر اثر انداز ہونے کا ذریعہ سمجھتا ہے-

یہاں بصیرت اور خودی کا ربط کوانٹم فزکس کے Observer اور حقیقت کے درمیان تعلق سے ملتا ہے- انسان اپنی بصیرت کے ذریعے نہ صرف اپنی حقیقت کو سمجھتا ہے، بلکہ کائنات کی حقیقت کو بھی بدلنے کی صلاحیت رکھتا ہے-

عشق، بصیرت اور کوانٹم فزکس کی غیر متعینیت:

اقبال کے فلسفے میں عشق کو بصیرت کا لازمی جزو قرار دیا گیا ہے نیز عشق کو عقل پر بایں معنٰی فوقیت دی گئی ہے کہ عشق عقل ہی کی نہایت ترقی یافتہ نوع ہے - اقبال عشق کو وہ روحانی قوت سمجھتے ہیں جو انسان کو کائنات کے حقیقی اسرار تک پہنچانے کا وسیلہ ہے- یوں تو محبّت کے ہزاروں مقام اور ہزاروں رنگ ہیں لیکن تکمیل خودی میں محبت کا جو عنصر غالب آتا ہے وہ کسی ایک کامل کی محبت اور اس کے ساتھ عشق ہے تاکہ سیرت اور کردار اس کے سانچے میں ڈھل جائے-

کوانٹم فزکس میں ہیزنبرگ کے Uncertainty Principle مطابق، کسی بھی ذرے کی رفتار اور مقام کو بیک وقت درست طور پر معلوم کرنا ممکن نہیں، جو کائنات کی غیر متعینیت کی طرف اشارہ کرتا ہے- اقبال کا عشق کا تصور بھی کائنات کی اسی غیر متعینیت کو سمجھنے کی صلاحیت فراہم کرتا ہے- وہ اس بات پر کامل یقین رکھتے ہیں کہ انسان کی عقل محدود ہے اور انسان کائنات کی پیچیدگیوں کو مکمل طور پر سمجھنے کے قابل نہیں، جبکہ عشق اور بصیرت وہ ذرائع ہیں جو انسان کو ان غیر متعین حقائق کا ادراک مہیا کرتے ہیں- اقبال کہتے ہیں:

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

یہاں اقبال عشق (ترقی یافتہ عقل جو ماوریٰ سے جڑ جاتی ہے) سے حاصل کردہ بصیرت کو وہ قوت سمجھتے ہیں جو انسان کو ان غیر متعین اور پیچیدہ حقائق کی طرف لے جاتی ہے، جن کو (مادی جدلیت زدہ) تنزل پذیر عقل نہیں سمجھ سکتی-

اقبال کا تصورِ کائنات:

اقبال کی شاعری میں کائنات کی غیر مادیت اور لامحدودیت کے حوالے سے گہری فلسفیانہ بصیرت ملتی ہے- اقبال کے مطابق کائنات صرف مادے تک محدود نہیں، بلکہ روحانی اور ماورائی حقیقتوں سے مزین ہے-جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

یہ شعر اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ کائنات محض مادی اجسام تک محدود نہیں بلکہ اس کے آگے لامحدود امکانات اور غیر مادی حقیقتیں موجود ہیں، جنہیں انسان شعور کے ذریعے دریافت کرسکتا ہے-اقبال کا نظریہ ثابت کرتا ہے کہ انسان محض ایک جسمانی وجود نہیں، بلکہ ایک شعوری اور روحانی طاقت بھی رکھتا ہے جو کائنات کی حقیقت کو اپنے شعور اور ارادے کے ذریعے تشکیل دینے کی اہلیت رکھتا ہے-

بصیرت، مذہبی تجربہ اور کائنات کی وحدت:

فلسفہ اقبال میں مذہبی تجربہ ایک اعلیٰ درجہ کی حیثیت رکھتا ہے- وہ مذہبی تجربہ ہو یا اس سے حاصل شدہ چشم بصیرت کو کائنات کے حقائق اور خدا کی وحدانیت تک رسائی کا ذریعہ سمجھتے ہیں- یہ بات کوانٹم فزکس کے اس نظریے سے بھی بیان ہو سکتی ہے کہ کائنات ایک وحدت پر مبنی ہے اور تمام ذرات ایک دوسرے سے مربوط ہیں، جیسے Quantum Entanglement کا نظریہ بتاتا ہے کہ دو ذرات دوری کے باوجود ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں-اقبال کی شاعری بھی اسی وحدت کی طرف اشارہ کرتی ہے، جہاں انسان اور کائنات کے درمیان ایک روحانی ربط موجود ہے- جیسا کہ اقبال فرماتے ہیں:

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آ رہی ہے دما دم صدائے کن فیکون

یہ شعر اس بات کا اظہار ہے کہ کائنات مسلسل ارتقاء پذیر ہے-ہمارے داخل اور باطن میں کوئی چیز بھی ساکن نہیں-جو کچھ ہے ایک مسلسل حرکت، کیفیات کا باہم ایک رد و بدل ہے، ایک دوامی بہاؤ ہے، جس کی کوئی منزل ہے نہ مقام- علامہ اقبال لکھتے ہیں کہ پروفیسر وائٹ ہیڈ کے نزدیک ’’کائنات کوئی ساکن وجود نہیں، بلکہ حوادث کی ایک ترکیب ہے جس کی نوعیت ایک مسلسل اور تخلیقی روانی ہے‘‘-[6]

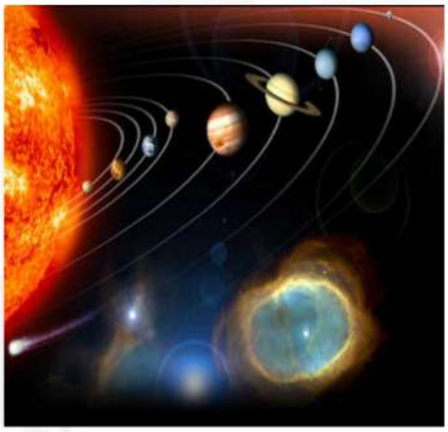

علامہ اقبال کا فلسفہ ایک گہری روحانی اور فکری بنیاد فراہم کرتا ہے جو نہ صرف مابعد الطبیعیاتی حقائق کے ادراک میں مدد دیتا ہے، بلکہ کوانٹم فزکس کے جدید نظریات کے ساتھ بھی ہم آہنگ نظر آتا ہے- چشم بصیرت اقبال کے نزدیک، انسان کی روحانی ترقی اور کائنات کی حقیقتوں کو سمجھنے کا ایک لازمی جزہے- بصیرت اور کوانٹم فزکس کے درمیان پائے جانے والے متوازی تصورات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اقبال کی فکری دنیا جدید سائنس کے نظریات کے ساتھ بھی ایک گہری مطابقت رکھتی ہے جو انسان کیلیے ایک نئی راہنمائی ہموار کرتی ہے، جس میں بذریعہ بصیرت مابعد الطبیعیات اور کائنات کی غیر متعین حقیقتیں واضح ہوتی ہیں-

☆☆☆

[6](تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ، ص:70)

نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے

کبریٰ پوپل

رات کی تاریکی نہ صرف قدرت کا ایک مظہر ہے بلکہ یہ انسانی زندگی میں درپیش مشکلات اور آزمائشوں کی بھرپور عکاسی بھی کرتی ہے۔

ہر مشکل رات کے بعد ایک صبح آتی ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ زندگی میں کوئی غم یا تکلیف دائمی نہیں۔ اہل ایمان کا یقین ہے کہ آزمائشیں وقتی ہیں اور ان کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی حکمت کارفرما ہوتی ہے۔ یہ فلسفہ زندگی کے ہر پہلو پر منطبق ہوتا ہے۔ اگر ہم رات کو تکلیف اور صبح کو خوشی تصور کریں، تو معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کی ہر تاریک گھڑی کے بعد ایک روشن مستقبل منتظر ہوتا ہے۔ یہ شعور انسان کو بے مقصد مایوسی سے نکال کر تعمیرِ نو کی طرف لے جاتا ہے۔

اگر بنظر عمیق دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مایوسی نہ صرف ایک ذہنی کیفیت ہے بلکہ یہ انسان کی فکری ترقی، علمی جستجو اور روحانی عرفان کا بھی زوال ہے۔ ایک ناامید انسان اپنی ذات، معاشرہ اور رب سے رشتہ توڑ لیتا ہے، جو اس کی شخصیت کو اندر سے کھوکھلا کر دیتا ہے۔ اس لئے درحقیقت امید ہی وہ جذبہ ہے جو انسان کو کامیابیوں کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ اگر مومن اپنی ذات اور اللہ پر بھروسہ رکھے تو وہ کسی بھی مشکل کا سامنا کر سکتا ہے اور علم و عرفان کی بلندیوں کو چھو سکتا ہے۔

ناامیدی کو اسلام میں کفر کے قریب شمار کیا گیا ہے کیونکہ یہ اللہ کی رحمت اور قدرت پر ایمان کمزور کرنے کا باعث بنتی ہے۔ قرآن کریم اور سنّت مبارکہ میں کئی مقامات پر ناامیدی کی مذمت کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا‘‘[1]

’’اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، یقیناً اللہ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے‘‘۔

ایک اور مقام پر مایوسی کو کفر سے جوڑا گیا ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے کہ:

’’اِنَّهٗ لَا یَایْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ‘‘[2]

’’اللہ کی رحمت سے صرف کافر ہی ناامید ہوتے ہیں‘‘۔

ایک مقام پر تو ناامیدی شیطان کا حربہ قرار دیا ہے:

’’قَالَ وَمَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ‘‘[3]

’’اللہ کی رحمت سے صرف گمراہ لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں‘‘۔

احادیث مبارکہ میں بھی متعدد جگہوں پر ناامیدی سے بچنے کی تلقین کی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

’’جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنی کتاب میں لکھا: میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے‘‘۔[4]

---

[1] (الزمر:53)

[2] (یوسف:87)

[3] (الحجر:56)

[4] (صحیح بخاری، رقم الحدیث:3194)

حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

”تم میں سے کوئی شخص موت کے وقت اللہ سے حسنِ ظن کے بغیر نہ ہو“۔[5]

شکر گزاری اور امید کے پہلو کو اگر سیرتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی روشنی میں دیکھا جائے تو حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حیاتِ طیبہ میں مکہ مکرمہ کے دور کی مشکلات اور مدینہ منورہ میں ملنے والی کامیابیاں ہمارے لیے ایک روشن مثال ہیں۔ مکی دور آزمائشوں کا دور تھا، جہاں کفارِ مکہ نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کے ساتھیوں پر بے شمار مظالم ڈھائے۔ ہر طرف تکلیفیں، محرومیاں اور معاشرتی بائیکاٹ تھا، لیکن اس کے باوجود آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے شکر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زبان پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا جاری رہتی اور ان مشکلات کے باوجود آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی قوم کے لیے دعا کی۔ یہ عملی نمونہ ہمیں سکھاتا ہے کہ جب حالات سخت ہوں، تب بھی اللہ کے فضل اور رحمت سے امید قائم رکھنی چاہیے اور ہر حال میں شکر ادا کرنا چاہیے، کیونکہ اللہ کا نظام آزمائش کے بعد انعام کی نوید دیتا ہے۔

مدینہ منورہ کا دور اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ شکر گزاری اور امید کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ مکہ کی آزمائشوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مدینہ میں ایک آزاد معاشرہ عطا کیا، جہاں آپ کو حکمرانی، کامیابیاں اور سکون نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے وہ فتح اور عزت عطا کی جس کا مکہ میں تصور بھی مشکل تھا۔ اس دور میں بھی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عاجزی اور شکر گزاری مزید بڑھ گئی، اور فتح مکہ کے موقع پر آپ کا سر عاجزی سے جھکا ہوا تھا۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ کامیابی کے بعد بھی شکر گزاری نہ بھولیں اور اپنی امید کو اللہ تعالیٰ سے جوڑے رکھیں۔ سیرت طیبہ کا یہ پہلوہمیں درس دیتا ہے کہ ہمیشہ مشکلات میں شکر اور امید کا دامن تھامے رہیں، کیونکہ اللہ کے وعدے سچے ہیں اور وہ ہر مشکل کے بعد آسانی عطا فرماتا ہے۔

قرآن کریم اور سنّت مبارکہ ہمیں مایوسی سے بچنے اور کامل یقین کا سبق دیتے ہیں، وہی سبق قدرت کے مظاہر بھی ہمیں جابجا سمجھا رہے ہوتے ہیں جس کا شعور ذرا سا غور و فکر سے بھی حقیقت کو تلاش کرنے والوں کو ہو جاتا ہے۔ مثلاً رات کی تاریکی انسان کی مشکلات، تکالیف اور آزمائشوں کی مانند ہے۔ یہ رات جتنی بھی طویل ہو، اس کا کٹنا دشوار تو ہے لیکن ناممکن نہیں۔ اندھیرا ایک دم روشنی میں تبدیل نہیں ہوتا بلکہ اللہ کے بنائے ہوئے نظام کے مطابق مراحل طے کرتا ہے۔ اسی طرح غم اور مشکلات بھی وقت کے ساتھ اور اللہ کی مدد سے ختم ہو جاتی ہیں۔ سورج یہاں امید کی مثال ہے، جو اپنے مقررہ وقت پر طلوع ہو کر رہتا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے ابھرنے سے روک نہیں سکتی۔

سورج کی روشنی تمام دنیاوی روشنیوں کو ماند کر دیتی ہے۔ یہ غفلت کی نیند سونے والوں کو جگاتا ہے اور یہ اعلان کرتا ہے کہ رات گزر گئی اور ایک نئے دن کا آغاز ہو چکا ہے۔ یہ ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ دنیا کی دشواریوں کو برداشت کرنے کے لیے ہم بھی سورج جیسی روشن اور بلند امیدیں اپنے رب سے وابستہ کریں۔

امید انسان کو سہارا دیتی ہے کہ جب کانٹا دیکھے تو پھول بھی نظر آئے، اور تیز دھوپ میں سائے کی ٹھنڈک محسوس کرے۔ امید ہر شئے کو بہتر وقت کی نوید میں تبدیل کر دیتی ہے اور اندھیری راتوں میں بھی ایک روشنی کی کرن دکھاتی ہے، جو انسان کو اپنے رب کے قریب تر کرتی ہے۔ بقول علامہ محمد اقبال:

نہ ہو نومید، نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے
امیدِ مردِ مومن ہے خدا کے راز دانوں میں

☆☆☆

[5] (صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2877)

احکامِ نماز

نماز کے مفسدات، مکروہات و دیگر احکام

مفتی محمد اسماعیل خان نیازی

"اجر و ثواب کے لحاظ سے فقہ کا ایک مسئلہ سیکھنا ایک سال کی عبادت سے افضل ہے اور ایک دم کے لئے ذکرِ "اَللّٰہُ" میں مشغول رہنا ہزار مسائلِ فقہ سیکھنے سے افضل ہے کہ مسائلِ فقہ کا علم اسلام کی بنیاد ہے"۔[1]

ہر مسلمان اللہ عزوجل کی توفیق سے اپنے طور پر نماز، روزے اور دیگر احکامِ شرع کا اہتمام کرتا ہے لیکن یاد رہے شریعت مطہرہ کا جو بھی حکم بجالایا جائے اس میں اگر سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے فرامین مبارکہ اور اسوہ حسنہ کو سامنے نہ رکھا جائے تو اس کی عبادت کو رد کر دیا جاتا ہے۔ نماز میں بعض باتیں فرض ہیں جن کے بغیر نماز ہو گی ہی نہیں، بعض واجب ہیں جن کا جان بوجھ کر چھوڑنا گناہ اور توبہ کرنا اور نماز کا پھر سے پڑھنا واجب اور بھول کر چھوٹ جانے سے سجدۂ سہو واجب اور بعض باتیں سنّتِ مُؤکّدہ ہیں، جن کے چھوڑنے کی عادت بنالینا گناہ ہے اور بعض مستحب ہیں جن کا کرنا ثواب اور نہ کرنا گناہ نہیں۔ اللہ پاک نے ہمارے علماء کرام اور فقہائے عظام کو یہ شرف بخشا ہے کہ انہوں نے نہایت عرق ریزی سے فرامین مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی روشنی میں احکام شرع کی درجہ بندی فرمائی۔انہی کی سعی جمیلہ سے استفادہ کرتے ہوئے نماز کے مزید احکامات لکھنے کی سعی سعید کرتے ہیں۔

وہ اوقات جن میں نماز ادا کرنا جائز نہیں:

حضرت عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) روایت فرماتے ہیں کہ:

"سیّدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے تین اوقات میں ہمیں نماز پڑھنے اور اپنے مردوں کو دفن کرنے سے منع فرمایا ہے۔ طلوعِ آفتاب کے وقت یہاں تک کی سورج خوب بلند ہو جائے، زوالِ آفتاب کے وقت یہاں تک کہ وہ ڈھل جائے اور غروب آفتاب کے وقت حتٰی کہ وہ غروب ہو جائے"۔[2]

وہ اوقات جن میں نفل پڑھنا مکروہ ہے:

"فجر کے بعد نفل پڑھنا مکروہ ہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کے بعد بھی مکروہ ہے یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے۔ طلوعِ فجر کے بعد فجر کی رکعتوں سے زیادہ نوافل پڑھنا مکروہ ہے اور غروب شمس کے بعد فرض سے پہلے بھی کوئی شخص نفل نہ پڑھے اور جب امام خطبہ دینے کی لیے کھڑا ہو تو بھی نفل نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ امام خطبہ سے فارغ ہو جائے"۔[3]

نماز ادا کرنے کے مستحب اوقات:

"نماز فجر کو اُجالے میں پڑھنا مستحب ہے اور موسم گرما میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈک میں پڑھنا (تاخیر سے پڑھنا) جبکہ موسم سرما میں اسے پہلے پڑھنا مستحب ہے اور گرمی سردی دونوں موسم میں عصر کو اس وقت تک مؤخر کرنا مستحب ہے جب تک کہ سورج

[1](عین الفقر، ایڈیشن، مارچ 2023، ص:48)
[2](سنن أبی داود، بَابُ الدَّفْنِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا)
[3](الهدایه، کتاب الصلاة)

متغیر نہ ہو کیونکہ ایسا کرنے میں نوافل کی زیادتی ہو گی، اس لیے کہ عصر کے بعد نوافل پڑھنا مکروہ ہے اور مغرب کی نماز کو جلدی پڑھنا مستحب ہے اور تہائی رات سے پہلے تک عشاء کی نماز کو مؤخر کرنا مستحب ہے اور آدھی رات تک عشاء کی نماز کو مؤخر کرنا مباح ہے اور اس شخص کے لیے جسے رات کی نماز (نماز تہجد) سے محبت ہو، وتر رات کے آخری حصے میں ادا کرنا مستحب ہے اور اگر اسے جاگنے پر بھروسہ نہ ہو تو وہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لے اور جب موسم ابر آلود (بادل چھائے ہوئے ہوں) ہو تو فجر، ظہر اور مغرب کی نمازوں میں نماز کو تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے جبکہ عصر اور عشاء میں نماز کو جلدی ادا کرنا مستحب ہے"۔[4]

مفسداتِ نماز:

وہ امور جن کو نماز کے دوران کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اسے نئے سرے سے ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔

- ❖ نماز میں کلام کرنا جان بوجھ کر یا بھول کر۔
- ❖ ایسے کلمات کے ساتھ دعا مانگنا جو ہمارے کلام سے مشابہ ہو۔
- ❖ سلام کرنے کی نیت سے لفظ سلام کہنا اگرچہ بھول کر ہو۔
- ❖ زبان یا مصافحہ کرتے ہوئے سلام کا جواب دینا۔
- ❖ عملِ کثیر۔

نوٹ: عمل کثیر نمازی کا ایسا عمل جسے دیکھنے والا نمازی کو نماز سے باہر تصور کرے جیسا کہ نماز میں موبائل دیکھنا وغیرہ اور اس کے برعکس ہو تو عمل قلیل ہو گا)۔

- ❖ قبلہ سے سینہ پھیرنا۔
- ❖ کوئی چیز (اپنے منہ کے) باہر سے لے کر کھانا اگرچہ کم ہو۔
- ❖ دانتوں کے درمیان جو کچھ رُکا ہوا ہے اسے کھانا جبکہ وہ کم از کم چنے کے برابر ہو۔
- ❖ (کوئی مشروب) پینا۔
- ❖ کسی عذر کے بغیر کھانسنا۔
- ❖ اف اف کرنا۔
- ❖ آہ کرنا۔
- ❖ کراہنا۔
- ❖ درد یا مصیبت کی وجہ سے بلند آواز سے رونا۔ جنت اور دوزخ کے ذکر کی وجہ سے روئے تو حرج نہیں۔
- ❖ چھینکنے والے کو یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کے ساتھ جواب دینا۔
- ❖ شریک باری تعالیٰ کے بارے میں پوچھنے والے کو لا الہ الا اللہ کے ساتھ جواب دینا۔
- ❖ بری خبر سن کر اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھنا۔
- ❖ خوشخبری سن کر الحمد للہ کہنا۔
- ❖ تعجب خیز خبر سن کر لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ کہنا۔
- ❖ ہر وہ کلام جس کے ساتھ جواب دینا مقصود ہو جیسے "یٰیحیٰ خذ الکتاب" "اے یحیٰ کتاب پکڑ"۔
- ❖ موزوں پر مسح کرنے والے کی مدت مسح کا ختم ہو جانا۔
- ❖ موزہ اتار لینا۔
- ❖ ان پڑھ کا کوئی آیت سیکھ لینا۔
- ❖ ننگے کو اتنا کپڑا مل جانا جو ستر کو ڈھانپ لے۔
- ❖ اشارے سے نماز پڑھنے والے کا رکوع اور سجدے پر قادر ہو جانا۔
- ❖ صاحب ترتیب کو فوت شدہ نماز یاد آ جانا۔

نوٹ: صاحب ترتیب سے مراد وہ شخص ہے جس کی بلوغت کے بعد چھ نمازیں قضا نہ ہوں، صاحب ترتیب کا حکم یہ ہے کہ وہ پہلے فوت شدہ نماز پڑھے پھر قضا نماز پڑھے۔[5]

- ❖ ایسے آدمی کو خلیفہ بنانا جو امامت کی صلاحیت نہیں رکھتا۔
- ❖ فجر کی نماز میں سورج کا طلوع ہو جانا۔
- ❖ عیدین کی نماز میں زوال کا وقت داخل ہو جانا۔
- ❖ جمعہ کی نماز میں عصر کا وقت داخل ہو جانا۔

[4](ایضاً)

[5](درمختار، بہارِ شریعت)

- زخم ٹھیک ہونے پر پٹی کا گر جانا۔
- معذور کے عذر کا ختم ہو جانا۔
- جان بوجھ کر یا دوسرے کے عمل سے بے وضو ہو جانا۔
- بے ہوش ہو جانا۔
- پاگل ہو جانا۔
- جو آدمی بے وضو ہو گیا اس کے کسی ستر کا ننگا ہونا اگرچہ مجبوری سے ہو مثلاً عورت کا وضو کیلئے اپنے بازوں کو ننگا کرنا۔
- وضو کے لیے جاتے یا آتے ہوئے قرأت کرنا۔

نوٹ: اس سے وہ وضو ہے جو نماز کے دوران قہقہ وغیرہ لگانے کی صورت میں نماز ٹوٹ جانے کی صورت میں کیا جاتا ہے۔

- بے وضو ہونے کی بعد بیداری کی حالت میں ایک رکن کی ادائیگی کے بعد ٹھہرے رہنا۔
- قریب پڑے ہوئے پانی سے دوسرے کی طرف گزر جانا۔
- بے وضو ہونے کے خیال میں مسجد سے نکل جانا
- غیر مسجد میں بے وضو ہونے کے گمان میں صفوں سے نکل جانا۔
- یہ خیال کرتے ہوئے نماز سے پھر جانا کہ بے وضو ہے یا مسح کی مدت ختم ہو گئی ہے یا اس کے ذمے کوئی فوت شدہ نماز ہے یا اس پر نجاست لگی ہوئی ہے۔ اگرچہ مسجد سے نہ نکلے۔
- غیر امام کو لقمہ دینا۔
- اس نماز سے کسی دوسری نماز کی طرف منتقل ہونے کے لیے تکبیر کہنا۔

نوٹ: اس وقت نماز فاسد ہو گی جب یہ تمام باتیں تشہد کی مقدار آخری قعدہ بیٹھنے سے پہلے پائی جائیں۔

- تکبیر میں ہمزے کو کھینچنا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔
- جو کچھ یاد نہیں رہا اور پھر سے قرآن پاک سے دیکھ کر پڑھنا۔
- ستر کے ننگا ہونے یا رکاوٹ بننے والی نجاست کے ساتھ ایک رکن ادا کرنا یا اتنی دیر ٹھہرنا مقتدی کا امام سے پہلے کوئی رکن ادا کرنا جس میں امام شریک نہیں ہوا۔
- مسبوق کا سجدہ سہو میں امام کی پیروی کرنا۔

نوٹ: مسبوق وہ ہے جو ایک رکعت کے بعد امام کے ساتھ شامل ہو۔

- قعدہ کرنے کے بعد اصلی سجدہ یاد آجائے تو اسے ادا کرنے کے بعد آخری قعدہ نہ لوٹانا۔
- سونے کی حالت میں ادا کیے گئے رکن کو نہ لوٹانا۔
- مسبوق کے امام کا آخری قعدہ کے بعد زور زور سے ہنسنا اور جان بوجھ کر بے وضو ہو جانا۔
- دو سے زائد رکعتوں والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر لینا۔
- یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ مسافر ہے یا یہ نماز جمعہ ہے یا تراویح ہے حالانکہ وہ عشاء کی نماز تھی یا وہ قریب کے زمانے میں مسلمان ہوا اور اس کے خیال میں فرض دو ہی رکعتیں ہیں۔[6]

مکروہاتِ نماز:

ایسے امور جن کے بجالانے سے نماز باطل تو نہیں ہوتی لیکن مکروہ ہو جاتی ہے یعنی اس سے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔ ’’مکروہ‘‘ لغوی معنی کے اعتبار سے ناپسندیدہ کو کہتے ہیں، فقہاء کرام نے مکروہ کو بنیادی طور پر دو اقسام میں تقسیم فرمایا ہے۔

مکروہ تنزیہی: اس کو کہتے ہیں جس میں ممانعت کے مقابلہ میں اجازت کے دلائل غالب اور قوی ہوتے ہیں، اس بنا پر وہ حرام کے مقابلہ میں حلال کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

مکروہِ تحریمی: اس مکروہ کو کہتے ہیں جو اس کے برعکس ہوتا ہے، یعنی اس میں ممانعت کے دلائل غالب اور قوی ہوتے ہیں اور اس وجہ سے وہ حرام کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

پہلی قسم کا حکم یہ ہے کہ اس سے اجتناب بہتر اور باعث اجر و ثواب ہے، البتہ ارتکاب کی صورت میں گناہ نہیں ہوتا۔

---

[6] (نورالایضاح، ج:1، ص:68تا71)

اور دوسری قسم کا حکم یہ ہے کہ اس سے اجتناب ضروری ہے اور اس کا مرتکب گناہ کا مستحق ہوتا ہے۔

- ❖ جان بوجھ کر کسی واجب یا سنت کو چھوڑ دینا جیسے کپڑے اور بدن کے ساتھ کھیلنا۔
- ❖ کنکریوں کو الٹ پلٹ کرنا البتہ سجدے کیلیے اک بار کر سکتا ہے۔
- ❖ انگلیوں کو چٹخاتا اور انہیں ایک دوسرے میں داخل کرنا۔
- ❖ کولہوں پر ہاتھ رکھنا۔
- ❖ گردن گھُما کر جان بوجھ کر ادھر اُدھر دیکھنا۔
- ❖ اقعاء کرنا یعنی سرین پر بیٹھ کر گھٹنوں کو کھڑا کرنا۔
- ❖ بازوں کو بچھا دینا۔
- ❖ آستینیں چڑھالینا۔
- ❖ قمیص پہننے پر قادر ہونے کے باوجود صرف شلوار میں نماز پڑھنا۔
- ❖ اشارے کے ساتھ سلام کا جواب دینا۔
- ❖ بلاعذر چوکڑی مار کر بیٹھنا۔
- ❖ بالوں کو گوندھنا۔
- ❖ اعتجار یعنی سر کو رومال سے باندھنا اور درمیان کا حصہ ننگا چھوڑ دینا۔
- ❖ (رکوع یا سجدہ وغیرہ میں جاتے ہوئے) کپڑے کو لپیٹ لینا۔
- ❖ سدل کرنا یعنی رومال وغیرہ گلے میں ڈال کر دونوں طرفیں لٹکا دینا۔
- ❖ کپڑے میں اس طرح داخل ہونا کہ ہاتھوں کو (تکبیر تحریمہ اور دوسرے ارکان کو ادا کرنے کے لئے) باہر نہ نکا ل سکے۔
- ❖ کپڑے کو دائیں کندھے کے نیچے سے لے جا کر اس کے دونوں کنارے بائیں کندھے پر لٹکا دینا۔
- ❖ غیر قیام کی حالت میں قرأت کرنا۔
- ❖ نفل نماز میں پہلی رکعت کو لمبا کرنا اور باقی تمام نمازوں میں دوسری رکعت کو پہلی سے لمبا کرنا۔ (یعنی نفل نماز میں دوسری رکعت کو پہلی کی نسبت لمبا کرے جبکہ دوسری نمازوں میں پہلی رکعت کو دوسری کی نسبت لمبا کرے تو افضل ہے)۔
- ❖ فرض نماز کی ایک رکعت میں کسی سورت کو دوبار (یا زیادہ بار) پڑھنا۔
- ❖ پڑھی گئی سورت سے پچھلی سورت پڑھنا۔
- ❖ دو رکعتوں میں پڑھی جانے والی دو سورتوں کے درمیان ایک سورت کے ساتھ فصل کرنا۔ (مثلاً پہلی رکعت میں سورۃ الفیل کی تلاوت کی اور دوسری میں سورۃ الماعون کی تلاوت کی اور درمیان والی سورت چھوڑ دی)
- ❖ (دوران نماز) خوش بو (وغیرہ) سونگھنا۔
- ❖ ایک یا دوبار کپڑے یا پنکھے سے ہوا لینا (اگر زیادہ بار لے گا تو نماز ٹوٹ جائے گی کیونکہ یہ عمل کثیر بن جائے گا)۔
- ❖ سجدے وغیرہ میں ہاتھوں یا پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ سے پھیر دینا۔
- ❖ رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر نہ رکھنا۔
- ❖ (قصداً) جمائی لینا۔
- ❖ آنکھوں کو بند رکھنا اور انہیں آسمان کی طرف اُٹھانا۔
- ❖ انگڑائی لینا۔
- ❖ عمل قلیل۔
- ❖ جوں پکڑنا اور اسے مارنا۔
- ❖ ناک اور منہ کو ڈھانپنا (بغیر عذر کے)۔
- ❖ منہ میں کوئی چیز رکھنا جو مسنون قرارت میں رکاوٹ پیدا کرتی ہو۔
- ❖ (بغیر ضرورت کے) پگڑی کے کور (لپیٹ) پر سجدہ کرنا۔

نوٹ: پگڑی یا عمامہ کہ لپیٹ اگر پیشانی پر تھی اور سجدہ میں پیشانی اور زمین کے درمیان حائل ہوگئی تو نماز مکروہ ہوگی لیکن اگر عمامہ کی لپیٹ سر کے برابر اس طرح تھی کہ سجدہ میں پیشانی زمین پر نہ لگے تو نماز نہ ہوگی۔

- ❖ تصویر پر سجدہ کرنا۔

❖ ناک میں کوئی عذر نہ ہونے کے باوجود صرف پیشانی پر سجدہ کرنا

❖ راستے، حمام، گزر گاہ، قبرستان اور دوسرے کی زمین میں اس کی مرضی کے بغیر نماز پڑھنا- نجاست کے قریب نماز پڑھنا-

❖ پیشاب، پاخانے یا ہوا کی شدت کے وقت نماز پڑھنا-

❖ اتنی نجاست کے ساتھ نماز پڑھنا جو مانع نہیں ہے- مگر جب نماز کے وقت یا جماعت کے نکلنے کا خوف ہو (تو فقہاء کرام نے پڑھنے کی اجازت دی ہے) ورنہ نجاست دور کرنا مستحب ہے-

❖ کام کاج کے کپڑوں میں نماز پڑھنا (یعنی ایسے کپڑے جن کو پہن کر بندہ بازار یا مجلس وغیرہ میں نہیں جاتا)-

❖ ننگے سر نماز پڑھنا جب کہ عاجزی کے طور پر ننگا نہ کیا ہو-

❖ کھانے کی موجودگی میں جب اس کی طرف طبیعت کا میلان ہو یا ایسے کام کے وقت نماز پڑھنا جو دل کو مشغول رکھتا ہو اور خشوع میں خلل ڈالتا ہو آیات اور تسبیح کو ہاتھ سے شمار کرنا-

❖ امام کا محراب میں یا ایسی جگہ اور زمین پر کھڑا ہونا جہاں وہ تنہا ہو-

❖ ایسی صف کے پیچھے کھڑا ہونا جس میں گنجائش ہو-

❖ تصویروں والے کپڑے پہننا-

❖ سر کے اوپر یا نیچے یا سامنے اور پہلو میں تصویر ہو، البتہ چھوٹی ہو یا سر کٹا ہوا ہو یا غیر ذی روح کی ہو تو کوئی حرج نہیں-

❖ نمازی کے سامنے تنور یا چولھا ہو جس میں چنگاریاں ہوں (تاکہ مجوسیوں کے ساتھ مشابہت لازم نہ آئے) یا سوئے ہوئے لوگ ہوں-

❖ نماز کے دوران پیشانی سے مٹی پونچھنا جو نقصان نہیں دیتی-

❖ کسی سورت کو مقرر کر لینا کہ اس کے علاوہ نہیں پڑھے گا- البتہ آسانی کیلیے یا سیّدی رسول اللہ (ﷺ) کی قرأت سے تبرک حاصل کرنے کی خاطر ایسا کر سکتا ہے-

❖ ایسی جگہ میں ستر نہ رکھنا جہاں نمازی کے آگے سے (لوگوں کے) گزرنے کا گمان ہو-[7]

❖ اگر امام رکوع میں ہو اور اسے محسوس ہو کہ کوئی شخص آ رہا ہے اور اس نے رکوع کو لمبا کر دیا تاکہ آنے والا رکوع میں شامل ہو سکے- اگر وہ آنے والے شخص کو جانتا تھا تو مکروہ ہے- اگر وہ نہیں جانتا تھا تو کوئی حرج نہیں ہے ایک تسبیح یا دو تسبیح کی مقدار کے برابر لمبا کرنا-

❖ جلدی میں صف کے پیچھے ہی سے اللہ اکبر کہہ کر شامل ہو گیا پھر صف میں داخل ہونا-

❖ اٹھتے وقت ایک پاؤں آگے رکھنا-

❖ انسان کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے جب اس کا چہرہ نمازی کی طرف ہو- (اگر چہرہ اس کی طرف نہ ہو تو کوئی حرج نہیں)-

❖ امام کے پیچھے قرأت کرنا-[8]

نوٹ: فقہ حنفی کے مطابق امام کے پیچھے قرأت کرنا جائز نہیں کیونکہ شرح معانی الآثار میں سیّدی رسول اللہ (ﷺ) کا فرمان مبارک ہے:

"قِرَاءَةُ الْإِمَامِ قِرَاءَةٌ لَهُ"

"امام کی قراءت مقتدی کی قراءت ہے"-

❖ اس لیے جب امام رکوع میں چلا جائے اور مقتدی رکوع میں اس کے ساتھ شامل ہو جائے تو اس کی رکعت ہو جاتی ہے اگرچہ اس نے سورہ فاتحہ اور کوئی سورت کی تلاوت نہ کی ہو-

❖ الٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا-

❖ سجدے میں یا رکوع میں بلاضرورت تین تسبیح سے کم کہنا مگر تنگی وقت یا گاڑی چلے جانے کے خوف سے ہو تو کوئی

[7](ایضاً، ص:71-73)

[8](الفتاوی الھندیۃ، ج:1، ص:108-109)

حرج نہیں- اگر مقتدی تین تسبیحات نہ کہنے پایا تھا کہ امام نے سر اٹھالیا تو امام کا ساتھ دے-[9]

جن چیزوں کے لئے نماز توڑنا جائز ہے:

- ❖ سانپ وغیرہ کو مارنے کیلیے جب اس سے ایذاء پہنچنے کا اندیشہ ہو-
- ❖ کوئی جانور بھاگ گیا اس کو پکڑنے کے لیے-
- ❖ بکریوں پر بھیڑیے کے حملہ کرنے کے خوف سے-
- ❖ اپنے یا پرائے کے ایک درہم کے نقصان کا خوف ہو مثلاً دودھ اُبل جائے گا یا گوشت، سبزی، روٹی وغیرہ جل جانے کا خوف ہو-
- ❖ ایک درہم کی کوئی چیز چور اٹھالے بھاگا-
- ❖ پاخانہ یا پیشاب معلوم ہو، کپڑے یا بدن میں اتنی نجاست لگی دیکھی جو مانع نماز نہ ہو یا اس کو کسی اجنبی عورت نے چھو دیا تو نماز توڑ دینا مستحب ہے- بشرطکہ وقت اور جماعت فوت نہ ہو اور پاخانہ یا پیشاب کی حاجت شدید معلوم ہونے میں تو جماعت کے فوت ہو جانے کا بھی خیال نہ کیا جائے گا البتہ وقت کے فوت ہونے کا لحاظ رکھا جائے گا-
- ❖ کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو اور وہ اسی نمازی کو پکار رہا ہو یا مطلقاً کسی شخص کو پکارتا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو یا آگ سے جل جائے گا یا اندھا راہ گیر کنویں میں گر جائے گا تو ان سب صورتوں میں نماز توڑ دینا واجب ہے جبکہ یہ اس کو بچانے پر قادر ہو-
- ❖ والدین اگر بلائیں اور وہ شخص فرض نماز پڑھ رہا ہو تو ان کو جواب دینا جائز نہیں اور اگر نفل نماز ہے اور ان کو معلوم ہے کہ نماز پڑھ رہا ہے تو ان کو جواب نہ دے اور اگر انہیں معلوم نہ ہو تو نماز توڑ دے اور جواب دے-[10]

متفرق مسائل:

- ❖ وتر کی تینوں رکعتوں میں مطلقاً قرأت فرض ہے اور ہر ایک میں بعد فاتحہ سورۃ ملانا واجب ہے- بہتر یہ ہے کہ پہلی میں "سبح اسم ربك یا انا انزلنا"، دوسری میں قل یا ایها الکفرون اور تیسری میں قل هو الله احد پڑھے اور کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھ لے-[11]
- ❖ اگر دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو نہ قیام کی طرف لوٹے نہ رکوع میں دعائے قنوت پڑھے- اگر قیام کی طرف لوٹ آیا اور دعائے قنوت پڑھی اور رکوع نہ کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی مگر گنہگار ہوگا- اگر صرف الحمد پڑھ کر رکوع میں چلا گیا تھا تو لوٹے اور سورت و قنوت پڑھے پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے یوں ہی اگر الحمد للہ بھول گیا اور سورت پڑھ لی تھی تو لوٹے اور فاتحہ و سورت و قنوت پڑھ کر پھر رکوع کرے-[12]
- ❖ اگر مقتدی قنوت سے فارغ نہ ہوا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی بھی امام کا ساتھ دے- اگر امام نے دعائے قنوت پڑھے بغیر رکوع کر دیا اور مقتدی نے ابھی کچھ نہ پڑھا تو مقتدی کو اگر رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو جب تو رکوع کر دے ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع میں جائے اور اس خاص دعا کی حاجت نہیں جو دعائے قنوت کے نام سے مشہور ہے بلکہ متن کوئی دعا جسے قنوت کہہ سکیں پڑھ دے (جیسے "ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار")-[13]
- ❖ وتر کی نماز قضا ہو گئی تو قضا پڑھنی واجب ہے اگرچہ کتنا ہی زمانہ ہو گیا ہو- قضا میں تکبیرِ قنوت کے لیے ہاتھ نہ اٹھائے جب لوگوں کے سامنے پڑھتا ہو-[14]
- ❖ دعائے قنوت آہستہ پڑھے امام ہو یا مقتدی یا منفرد، ادا ہو یا قضا، رمضان میں ہو یا اور دنوں میں-[15]

---

[9](بہارشریعت، ج:1، ص:630)
[10](ردالمحتار علی الدر المختار، ج:1، ص:654)
[11](بہارشریعت، ج:1، ص:654)
[12](ایضاً)
[13](ایضاً)
[14](ایضاً)
[15](ردالمحتار علی الدر المختار، ج:2، ص:7)

❖ فجر کی نماز قضا ہو گئی اور زوال سے پہلے قضا پڑھی تو سنتیں بھی پڑھے ورنہ نہ پڑھے- فجر کے علاوہ اور سنتیں قضا ہو گئیں تو ان کی قضا نہ کرے-[16]

❖ نماز میں قیام کو طویل کرنا کثرت رکعت سے افضل ہے یعنی جب کسی وقت معین تک نماز پڑھنا چاہے مثلاً دو رکعت میں اتنا وقت صرف کر دینا چار رکعت پڑھنے سے افضل ہے-[17]

❖ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ گھر جا کر کاموں کی مشغولی کے سبب نوافل فوت ہو جائیں گے یا گھر میں جی نہ لگے گا اور خشوع کم ہو جائے گا تو مسجد ہی میں پڑھے-[18]

❖ سنت غیر مؤکدہ جس کی چار رکعتیں ہوں اور چار رکعت والے نوافل کے قعدہ اولی میں درود شریف اور دعا بھی پڑھے اور تیسری رکعت میں سبحٰنک اللھم، اعوذ بھی پڑھے (جبکہ فرض، سنت مؤکدہ یا وتر میں "عبدہ و رسولہ" تک پڑھے اگر یہ نمازیں اس طریقہ سے ادا کیں تو سجدہ سہو واجب ہو گا)-[19]

❖ نفل نماز قصداً شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے اگر توڑ دے گا تو قضا پڑھنی واجب ہو گی-[20]

❖ نماز میں ٹوپی گر پڑی تو اٹھا لینا افضل ہے جبکہ عمل کثیر کی حاجت نہ پڑے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور بار بار اٹھانی پڑے تو نہ اٹھائے اور نہ اٹھانے سے خشوع و خضوع مقصود ہو تو نہ اٹھانا افضل ہے-[21]

❖ تھیلی یا جیب میں تصویر چھپی ہوئی ہو تو نماز مکروہ نہیں-[22]

❖ جماعت قائم ہونے کے بعد کسی نفل کا شروع کرنا جائز نہیں سوائے فجر کی سنتوں کے کہ اگر یہ جانے کہ سنت پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ ہی میں شامل ہو گا تو سنت پڑھ لے مگر صف کے برابر پڑھنا جائز

نہیں اور صف کے پیچھے پڑھنا بھی ممنوع ہے- اگر جماعت اندر کے حصہ میں ہوتی ہو تو مسجد کے باہر کے حصے میں سنتیں پڑھے اگر باہر کی حصے میں جماعت ہو تو اندر کے حصے میں سنتیں پڑھے-[23]

نوٹ: کھڑے ہو کر پڑھنے کی قدرت ہونے کے باوجود بھی بیٹھ کر نفل پڑھنا جائز ہے مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے-

حرفِ آخر:

اللہ عزوجل نے قرآنِ پاک میں نماز قائم کرنے کا حکم ہے- امام راغب (رحمۃ اللہ علیہ) مفردات میں ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی چیز کو قائم کرنا یہ ہے کہ اُسے اُس کا پورا حق دے دیا جائے- لہٰذا نماز اُس وقت قائم ہو سکے گی، جب اُسے تمام ظاہری و باطنی حقوق کے ساتھ ادا کیا جائے- لحاظ ہمیں چاہیے کہ ہم نماز کے ظاہری و باطنی احکامات کا خیال رکھیں تاکہ ہماری نماز معراج بن سکے-

☆☆☆

[16](ایضاً، ص:15)
[17](ایضاً، ص:18)
[18](ایضاً، ص:22)
[19](ایضاً، ص:16)
[20](ایضاً، ص:29)
[21](ایضاً، ج:1، ص:641)
[22](ایضا، ص:648)
[23](ایضاً، ج:1، ص:665)

الحافظ العالم

امام یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

مفتی محمد صدیق خان قادری

نام ونسب:

آپ کا نام یحییٰ، کنیت ابو سعید اور نسب نامہ کچھ اس طرح سے ہے یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ۔[1]

ولادت ووطن:

آپ کی ولادت تقریبا سن 120ھ میں کوفہ میں ہوئی کیونکہ آپ نے کوفہ میں نشوونما پائی اور یہیں بود وباش اختیار کیے رکھی تو اُن کو اس نسبت سے الکوفی کہا جاتا ہے اور ایک قبیلہ ہمدان بن اوسلہ جو کہ یمن سے آکر کوفہ میں آباد ہو گیا تھا۔ اُس سے ولاء کی نسبت ہونے کی وجہ سے اُن کو الہمدانی بھی کہا جاتا ہے۔[2]

تحصیل علم واساتذہ:

امام صاحب نے ایک علمی گھرانے میں آنکھ کھولی تھی۔ آپ کے والد ایک نامور محدث اور کوفہ کے قاضی بھی رہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد محترم سے پائی لیکن جب آپ نے علم حدیث کا باقاعدہ آغاز کیا تو امام ذہبی نے لکھا ہے کہ: انہوں نے اپنے والد سے بھی سماع کیا ہے۔ کیونکہ آپ نے علمی ارتقاء کا زمانہ پایا ہے اُس وقت بڑے جلیل القدر اور آئمہ فن موجود تھے اس لیے آپ نے اپنے عہد کے مایہ ناز علمی شخصیات سے علم حاصل کیا۔ اُن کو جن شخصیات سے اکتساب فیض کا موقع ملا ہے اُن کی تعداد تو بہت زیادہ ہے لیکن اُن میں سے چند مشہور درج ذیل ہیں:

زکریا بن ابی زائدہ، اسحاق بن ابراہیم الثقفی، اسرائیل بن یونس، اسماعیل بن ابی خالد، حارثہ بن ابی الرجال، حجاج بن ارطاۃ، حریث بن ابی مطر، حسن بن عیاش، حسین بن حارث الجدلی، خالد بن سلمۃ المخزومی، سفیان بن عیینہ، سلیمان الاعمش، امام شعبہ بن الحجاج، عاصم الاحول، عبد اللہ بن عون، عبد الرحمن بن سلیمان، عبد العزیز بن عمر، عبد الملک بن حمید، عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج، عبد اللہ بن عمر العمری، عکرمۃ بن عمار، عمرو بن میمون، العلاء بن مسیب، عیسی بن دینار الخزاعی، لیث بن ابی سلیم، مالک بن انس، مجالد بن سعید، محمد بن اسحاق، محمد بن ابی قاسم الطویل، مسعر بن کدام، منصور بن حیان، نافع بن عمر، ہشام بن عروۃ، ورقاء بن عمر، یحییٰ بن سعید الانصاری (رحمۃ اللہ علیہم)۔[3]

تلامذہ:

جن شخصیات کو امام صاحب سے اکتساب علم کا موقع ملا ہے اُن میں سے چند مشہور درج ذیل ہیں:

ابراہیم بن موسیٰ الفراء، امام احمد بن حنبل، احمد بن منیع البغوی، اسد بن موسی، اسماعیل بن ابان، حسن بن عرفۃ، حسین بن علی الکوفی، داود بن رشید، زیاد بن ایوب الطوسی، سہل بن عثمان، سوید بن سعید، شجاع بن مخلد، عبد اللہ بن رجاء، عبد اللہ بن عامر، عبد اللہ بن محمد بن محمد بن ابی شیبہ، عبد الرزاق بن عمر، علی بن سعید بن مسروق، علی بن المدینی، علی بن مسلم الطوسی، عمرو بن رافع، قتیبہ بن سعید، محمد بن آدم، محمد بن سعید الاصبہانی، یحییٰ بن آدم، یحییٰ بن معین، معلی بن منصور الرازی، ابو کریب محمد بن العلاء، محمد بن عیسی، محمد بن یزید الواسطی، یزید بن خالد، یعقوب بن ابراہیم (رحمۃ اللہ علیہم)۔[4]

---

[1] (الثقات لابن حبان، جز:7، ص:615)

[2] (تذکرۃ الحفاظ، جز:1، ص:196)

(سیر اعلام النبلاء، جز:7، ص:336)

[3] (تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، جز:31، ص:305)

[4] (ایضاً، ص:307)

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ

آئمہ فن کی توثیقات و آراء:

امام یحیٰی علم کے میدان کے شاہکار اور ایک نامور امام فن تھے۔ آپ اپنے عہد کے علماء و محدثین میں ایک نمایاں مقام رکھتے تھے۔ علمی کمال اس پائے کا تھا کہ اصحاب سیر الحافظ العالم، الثبت المتقن اور الحجۃ جیسے القابات سے اُن کو یاد کرتے ہیں۔ گویا کہ امام صاحب علماء کے ماتھے کا جھومر تھے۔ اسی بناپر نامور آئمہ جرح و تعدیل اور محدثین نے مختلف انداز میں اُن کی توثیق کر کے اُن کے مستند اور مسلمہ شخصیت ہونے پر مہر ثبت کر دی ہے۔ نامور امام فن علی بن مدینی آپ کے بارے فرماتے ہیں:

''امام یحیٰی بن ابی زائدہ ثقات میں سے ہیں''۔[5]

امام یحیٰی بن معین کہ جن کا شمار جلیل القدر آئمہ جرح و تعدیل میں ہوتا ہے، وہ اُن کے بارے فرماتے ہیں:

"ابن ابی زائدہ ثقۃ"[6] ''ابن ابی زائدہ ثقہ ہیں''۔

امام نسائی امام صاحب کی توثیق وعدالت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"کان ثقۃ ثبت"[7] ''وہ ثقہ اور ثبت تھے''۔

امام الجرح و التعدیل ابو حاتم الرازی اُن کی ثقاہت کچھ اس انداز میں بیان فرماتے ہیں:

''وہ مستقیم الحدیث اور ثقہ تھے''۔[8]

امام ذہبی ''تذکرۃ الحفاظ'' میں امام علی بن مدینی کا ایک قول اُن کے بارے نقل فرماتے ہیں کہ:

''امام علی بن مدینی نے کہا کہ کوفہ میں سفیان ثوری کے بعد اُن سے اثبت کوئی نہ تھا اور اسی طرح یہ بھی کہاہے کہ یحیٰی بن ابی زائدہ کے زمانے میں علم کی انتہاء اُن پر ہو گئی ہے''۔[9]

علامہ عبد الحی الحنبلی شذرات الذہب میں فرماتے ہیں:

"وکان ثبتاً متقناً"[10] ''وہ ثبت اور متقن تھے''۔

آئمہ کرام کے مذکورہ اقوال اور توثیقات و آراء سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام یحیٰی بن زکریا کوئی معمولی شخصیت نہیں تھے بلکہ ثقاہت و عدالت کے اُس اونچے مرتبے پر فائز تھے کہ علمی میدان میں اُن کو حجت تسلیم کیا جاتا تھا۔

علم حدیث میں مقام و مرتبہ:

امام یحیٰی بن زکریا علم حدیث کے بڑے ماہر تھے۔ اُن کا شمار کوفہ کے حفاظ محدثین میں ہوتا تھا۔ آپ نے ساری زندگی حفظ حدیث اور اشاعت حدیث میں صرف کر دی حتیٰ کہ حدیث میں ایسا کمال حاصل کیا کہ امام ذہبی علامہ زیاد بن ایوب کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ:

''وہ حدیث کو زبانی بیان فرماتے تھے''۔[11]

علامہ یعقوب السدوسی حدیث میں اُن کی علمی شان بیان کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''وہ ثقہ اور حسن حدیث والے تھے''۔[12]

حدیث کی ترویج و اشاعت کا ایسا شوق و جذبہ تھا کہ امام ذہبی فرماتے ہیں:

''وہ علم کو پھیلانے والوں میں سے تھے''۔[13]

نامور محدث سفیان بن عیینہ امام صاحب کی علمی وجاہت کو بیان کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''ہم پر ان دو شخصیات عبد اللہ بن مبارک اور یحیٰی بن زکریا بن ابی زائدہ جیسا کوئی نہیں آیا''۔[14]

جس انداز میں اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ نے حدیث میں اُن کی علمی وجاہت کو بیان کیا ہے اُس سے اُن کی علمی شان مزید نکھر کر سامنے آجاتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

''امام یحیٰی حدیث میں خوشبو دار دلہن کی طرح تھے''۔[15]

یعنی جس طرح دلہن خوشبو سے معطر ہو اُسے پسند کیا جاتا ہے اسی طرح امام صاحب کا حدیث سے اتنا گہرہ تعلق تھا

---

[5](الجرح والتعدیل، جز:9، ص:145)
[6](ایضاً)
[7](سیر اعلام النبلاء، جز:7، ص:337)
[8](ایضاً)
[9](تذکرۃ الحفاظ، جز:1، ص:196)
[10](شذرات الذہب، جز:2، ص:366)
[11](سیر اعلام النبلاء، جز:7، ص:337)
[12](ایضاً)
[13](ایضاً)
[14](تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، جز: 31، ص: 308)
[15](ایضاً)

گویا کہ وہ حدیث سے معطر تھے اور انہیں علمی حلقوں میں پسند کیا جاتا تھا-

فقہی مہارت:

امام صاحب ایک عظیم محدث ہونے کے ساتھ فقہ میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے، اُن کا شمار کوفہ میں فقہاء محدثین میں ہوتا تھا- فقہ میں گہری بصیرت رکھنے کی وجہ سے نہ صرف مدائن میں قاضی رہے بلکہ کوفہ کے مفتی بھی تھے، اسی حقیقت کو امام عجلی نے کتاب الثقات میں بیان کیا ہے:

”وہ اُن شخصیات میں سے تھے جو فقہ اور حدیث کی جامع تھیں وہ مدائن میں قاضی بھی رہے وہ کوفہ کے حفاظ محدثین میں شمار ہوتے تھے وہ مفتی اور صاحب سنت تھے“-[16]

علامہ ذہبی اُن کی فقاہت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اُن کا شمار کوفہ میں فقہاء محدثین میں ہوتا تھا-[17]

فقہی مسلک:

آپ مسلکاً حنفی تھے اُن کا شمار امام ابو حنیفہ کے جید تلامذہ میں ہوتا ہے امام صاحب نے امام اعظم ابو حنیفہ سے تفقہ بھی حاصل کیا اور مستقل طور پر اُن کے مذہب پر رہے اس بات کی تائید بہت سے سیرت نگاروں نے کی ہے-

علامہ ذہبی تاریخ الاسلام میں فرماتے ہیں:

”انہوں نے فقہ امام اعظم ابو حنیفہ سے حاصل کی، کافی عرصہ اُن کی صحبت اختیار کیے رکھی یہاں تک کہ رائے یعنی اجتہاد میں ماہر ہوگئے اور اُن کا شمار امام صاحب کے اکابر اصحاب میں ہونے لگا“-[18]

امام صمیری اُن کو امام اعظم کے اصحاب میں ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”اسی طرح امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے یحیی بن زکریا بن ابی زائدہ بھی ہیں“-[19]

اسی طرح امام عبد البر قرطبی نے امام اعظم ابو حنیفہ سے اکتساب علم کرنے والوں کے ناموں میں اُن کا بھی تذکرہ کیا ہے-

امام عبد القادر الحنفی نے اپنی مشہور کتاب ”الجواہر المضية فی طبقات الحنفية“ میں اُن کا تذکرہ فرمایا ہے اور علامہ عبد الحی الحنبلی شذرات الذہب میں فرماتے ہیں:

”وہ امام اعظم ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے تھے“-[20]

تصنیفات:

امام صاحب ایک عظیم محدث وفقیہ ہونے کے ساتھ ایک مایہ ناز مصنف بھی تھے آپ نے بہت سی کتب تصنیف فرمائیں امام ذہبی فرماتے ہیں:

”وہ ایک بہت بڑے امام اور صاحب تصانیف تھے“-[21]

امام ابن حاتم نے تو یہاں تک لکھا ہے:

”یہ وہ پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے کوفہ میں کتب تصنیف فرمائیں“-[22]

اسی چیز کے پیش نظر امام بدر الدین عینی مغانی الاخیار میں فرماتے ہیں کہ امام یحیی امام اعظم کے اُن 40 اصحاب میں سے ہیں جنہوں نے خصوصی طور پر آپ سے کتب نقل فرمائیں پھر ان 40 میں سے 10 جو جید اکابرین اور متقدمین میں شمار ہوتے ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہیں-

آپ اس پائے کے مصنف تھے کہ امام عجلی فرماتے ہیں:

”امام وکیع نے صرف امام یحیی بن ابی زائدہ کی کتب پر اپنی کتب تصنیف فرمائیں“-[23]

الغرض! آپ ایک باکمال مصنف تھے انہوں نے بڑی مفید کتب تصنیف فرما کر تصنیفی خدمت سر انجام دی لیکن بد قسمتی سے زیادہ تر اُن کی کتب ناپید ہو گئیں اور منظر عام پر نہ آسکیں اور جن کتب کا ذکر ملتا ہے وہ درج ذیل ہیں:

1-کتاب السنن فی الحدیث 2-کتاب الشروط والسجلات[24]

وفات:

امام صاحب کی وفات 183ھ یا 184ھ کو مدائن میں ہوئی-

☆☆☆

---

[16](تاریخ الثقات للعجلی، جز:1، ص:471)

[17](سیر اعلام النبلاء، جز:7، ص 337)

[18](تاریخ الاسلام، جز:12، ص:452)

[19](اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، جز:1، ص:156)

[20](شذرات الذہب، جز:2، ص:366)

[21](تذکرۃ الحفاظ، جز:1، ص:196)

[22](سیر اعلام النبلاء، جز7، ص:337)

[23](تاریخ الثقات للعجلی، جز:1، ص:471)

[24](معجم المولفین، جز:13، ص:198)

بوصیریٔ عصر
امام محمد یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ

ذیشان القادری

سلطنت عثمانیہ کے اختتام پر اسلامی خلافت اور روایات کا شیرازہ بکھر رہا تھا اور مغربی استعمار کے گھٹاٹوپ اندھیرے اسلامی دنیا کے اجالوں کو مدھم کرتے جا رہے تھے- امتِ مسلمہ کے بدن سے رُوحِ محمدی نکالنے کے لیے ابلیس کے مہرے مصروفِ عمل تھے- جہاں عثمانیوں پر کوہِ غم ٹوٹ رہا تھا وہیں برِ صغیر میں غلامی سے مسلمانوں کی روح مضمحل ہو رہی تھی- ایسے حالات میں اشکِ سحر گاہی سے وضُو کرنے والے لوگ بھی خال خال موجود تھے جن میں سے ایک شخصیت، بابرکت ارضِ فلسطین سے تعلق رکھنے والی اور حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عشق سے سرشار علامہ محمد یوسف بن اسماعیل النبہانی کی ہے- آپ نے دینِ اسلام کو درپیش اندرونی وبیرونی خطرات کا بھرپور دفاع کیا- حدیث، تفسیر، سیرت اور نعت کے موضوعات پر کتب تحریر کیں- مدحت سرورِ کون ومکاں میں نمایاں کام کیا جس کی وجہ سے آپ کو بوصیریٔ عصر کہا جاتا ہے-

ابتدائی ایام اور حصولِ علم و فیض

محمد یوسف بن اسماعیل النبہانی کا تعلق عرب کے بادہ نشین قبیلے بنو نبہان سے تھا جو کہ فلسطین کے گاؤں اجزم میں آ کر آباد ہوا- آپ کی پیدائش 1849ء میں اجزم میں ہوئی- قرآن کریم اپنے والد شیخ اسماعیل نبہانی سے پڑھا- علامہ نبہانی 17 برس کے تھے کہ آپ کے والد نے آپ کو تعلیم کی غرض سے مصر بھیجا- وہاں آکر آپ نے جامعۃ الازھر میں داخلہ لیا- یہاں 1866ء سے 1872ء تک آپ نے کثیر تعداد میں علماء سے اکتسابِ علم کیا جن میں شیخ الشیوخ ابراہیم السقا الشافعی (رحمۃ اللہ علیہ) سرفہرست تھے-[1] اس کے علاوہ محمد الدمنھوری الشافعی، محمود حمزہ الدمشقی، محمد بن عبد اللہ الدمشقی، عبد الہادی الابیاری، ابراہیم الزرو الخلیلی، محمد امین البیطار، ابو الخیر بن عابدین، عبد اللہ بن ادریس السنوسی، احمد الاجھوری الشافعی، حسن العدوی المالکی، شمس الدین انبابی، عبد الرحمٰن الشربینی الشافعی، عبد القادر الرافعی الحنفی الطرابلسی اور یوسف البرقاوی الحنبلی بھی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں-[2] تعلیم مکمل کرنے کے بعد وطن واپس لوٹے اور عکا شہر میں تعلیم دینے لگے- کئی مرتبہ بیروت اور دمشق تشریف لے گئے جہاں اکابر علماء کرام سے ملاقات کا شرف نصیب ہوا-[3] مختلف سلاسل کے بزرگوں سے اکتسابِ فیض کیا ان میں ادریسی سلسلہ کے شیخ اسماعیل نواب مہاجر مکی، شاذلی سلسلہ کے محمد بن مسعود الفاسی اور علی نور الدین الیشرطی، نقشبندیہ سلسلہ کے امداد اللہ مہاجر مکی اور غیاث الدین اربلی، قادری سلسلہ کے حسن بن ابی حلاوہ الغازی، رفاعی سلسلہ کے عبد القادر ابو رباح الدجانی الیافی اور خلوتیہ سلسلہ کے حسن رضوان الصعیدی شامل ہیں-

---

[1] جامع کراماتِ اولیاء، تالیف: الامام المحقق علامہ محمد یوسف نبہانی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز 2013، ج:1، ص:37

[2] یوسف النبهاني الشاعر الفلسطيني الرائد، عيسى محمد علي منصور ماضي، رسالة الدكتوراه، ج:1، ص:154-155

فهرس الفهارس والأثبات ومعجم المعاجم والمشيخات والمسلسلات، المؤلف: عبد الحي بن عبد الكبير الكتاني، الناشر: دار الغرب الإسلامي، سنة النشر: 1402، ج:1، ص:1108

[3] https://sunnah.org/2008/07/18/imam-al-qadi-yusuf-al-nabhani

عدالتی و دیگر خدمات:

آپ کچھ عرصہ فلسطین میں نابلس کے قصبہ جنین میں قاضی مقرر ہوئے- پھر استنبول چلے گئے جہاں تقریباً اڑھائی سال تک الجوائب اخبار میں ادارت کرنے کے ساتھ ساتھ عربی کتب کی پروف ریڈنگ بھی کرتے رہے- اس کے بعد آپ موصل عراق میں 15 ماہ تک قاضی رہے- 1883ء میں آپ لاذقیہ، شام کی عدالت میں ہیڈ جج مقرر ہوئے جہاں 5 برس بعد اسی منصب پر آپ کا تبادلہ بیت المقدس کی عدالت میں کر دیا گیا- اس کے بعد جلد ہی آپ کی ترقی کر کے بیروت کی عدالت میں چیف جسٹس تعینات کیا گیا جہاں آپ نے 20 برس سے زائد کا عرصہ گزارا- بیروت میں آپ سرکاری لائبریری کے منتظمِ اعلیٰ بھی رہے- یہ عہد سلطان عبد الحمید ثانی کا تھا- اپنے قصیدے الرائیۃ الکبریٰ اور الرائیۃ الصغریٰ میں کفار و منافقین کی دینِ حق کے خلاف کوششوں کا رد کیا- جس پر چند حاسدین کی جانب سے سلطان عبد الحمید کو شکایتیں کی گئیں کہ آپ سلطنت میں انتشار پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں جس پر آپ کو گرفتار کرنے کا حکم دیا گیا- گورنر بصری جو کہ آپ کا معتقد تھا اس نے آپ سے سلطان کا حکم عرض کیا جسے آپ نے قبول کیا- گورنر بصری کہنے لگا کہ گرفتاری تو محض ایک بہانہ ہے آپ میرے پاس آئیں وہاں آپ میرے مہمان ہوں گے- جس پر آپ کو کچھ عرصہ کے لیے عزت و احترام کے ساتھ گورنر ہاؤس میں نظر بند کر دیا گیا- جب آپ کو چھڑوانے کے لیے اکابرین نے کہا کہ ہم سلطان عبد الحمید سے بات کرتے ہیں تو آپ نے انہیں کہا کہ تمہیں بجائے اس کے سرورِ کونین کی بارگاہ میں عرض کرنی چاہیئے- اس وقت آپ کی رہائی کیلئے حضور نبی کریم (ﷺ) کی بارگاہ میں یہ درود شریف پڑھ کر التجا کی گئی:

"صلی اللہ علی نبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ وسلاماً علیك یا رسول اللہ قلت حیلتی انت وسیلتی ادرکنی یا سیدی یا رسول اللہ"

اس کے ساتھ ہی گورنر کو پیغام ملا کہ آپ کو رہا کر دیا جائے- اس بارے میں آپ کا کہنا تھا کہ جب حکومت کو واضح ہو گیا کہ میں پورے خلوص سے دینِ اسلام کے لیے کام کر رہا ہوں تو مجھے باعزت رہا کر دیا گیا اور ذمہ داران نے معافی مانگی-

معمولات و آخری ایام:

1909ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد آپ کا وقت عبادت اور تحریر میں گزرا- چونکہ مدینہ طیبہ سے گہرا لگاؤ تھا اس لیے وہاں حاضر ہوئے اور چند برس قیام پذیر رہے- مدینہ منورہ سے والہانہ عقیدت و محبت تھی- حضور (ﷺ) کی قبر اطہر سے کچھ فاصلے پر بیٹھتے- دریافت کرنے پر بتایا کہ میں قریب بیٹھنے کے لائق نہیں- دوزانو مؤدب ہو کر بیٹھنا عادت تھی- بارگاہِ رسالت میں گستاخی و بے ادبی کی صریحاً مذمت کرتے- عراق اور شام میں قیام کے دوران اکثر و بیشتر اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دیتے رہے- آپ کا وصال بیروت میں رمضان المبارک 1932ء میں ہوا- آپ بیروت کے باشورہ قبرستان میں مدفون ہیں-

تصانیف:

منصبِ قضا کے ساتھ ساتھ آپ کتب لکھنے میں بھی مشغول رہے- الحاد و اہانت کے دفع و رد پر جو مجددانہ کام ترکی میں امام زاہد الکوثری کی کتب و تحریک نے اور پاک و ہند میں مولانا احمد رضا خان قادری حنفی کی کتب و تحریک نے کیا، دُنیائے عرب میں وہی مجددانہ کام امام یوسف بن اسماعیل نبہانی کی کتب و تحریک نے سر انجام دیا- آپ کی کاوشوں کی بدولت دنیائے عرب اپنے عہد کے فتنوں اور فتنوں پروروں کی جہالت و بے دینی سے آگاہ ہوئے- آپ کی کتب کی ایک طویل فہرست ہے جن میں حضور (ﷺ) کے فضائل و کمالات،

درودِ پاک، فضائل اہلِ بیت و صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اور کراماتِ اولیاء کو موضوعِ بحث بنایا ہے اس کے علاوہ تفسیر و حدیث مبارکہ یہ بھی آپ کا جامع کام ہے:

1-تفسیر نبهانی- قرة العین من البیضاوی و الجلالین

اس میں آپ نے تفسیرِ بیضاوی اور تفسیرِ جلالین کو ملا کر اختصار کے ساتھ قرآنِ کریم کی تفسیر بیان کی-

2-الشرف المؤبد لآل محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

اس میں آلِ پاک کی عظمت و رفعت کا بیان ہے- اس کا اردو ترجمہ "برکاتِ آل رسول" موجود ہے- جبکہ انگریزی ترجمہ بھی کیا گیا ہے-

3-وسائل الوصول الی شمائل الرسول

آقا کریم (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے شمائل پر ایک جامع کتاب ہے-

1-حجة اللّٰه علی العالمین فی معجزات سید المرسلین

یہ حضور کے معجزات پر ایک جامع کتاب ہے- اس کا اردو ترجمہ بھی موجود ہے-

2-افضل الصلوات علی سید السادات

درودِ پاک اور اس کے فضائل پر سیر حاصل گفتگو کی- اس کا اردو ترجمہ بھی موجود ہے-

3-الانوار المحمدیہ مختصر المواهب اللدنیة

سیرت پر لکھی گئی مشہور و معروف کتاب المواہب اللدنیہ کا خلاصہ تحریر کیا-

4-خلاصة الکلام فی ترجیح دین الاسلام

تقابلِ ادیان پر یہ ایک شاہکار تصنیف ہے-[4]

5-طیبة الغراء فی مدح سیّد الانبیاء مع حاشیتها

امام بوصیری (رحمۃ اللہ علیہ) کے ہمزیہ قصیدے کی طرز پر 1001 اشعار پر مشتمل یہ قصیدہ کہا-

6-سعادة المعاد فی موازنة بانت سعاد

شاعرِ دربارِ رسالت حضرت کعب بن زہیر (رضی اللہ عنہ) نے حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی مدح میں قصیدہ لکھا- علامہ نبہانی نے بھی اسی طریق کی پیروی کی-

7-سعادة الدارین فی الصلاة علی سید الکونین

یہ درودِ پاک کے موضوع پر آپ کی مشہور اور مفصل کتاب ہے- اس میں آپ نے درود شریف کے متعلق احادیث، فضائل و آداب، واقعات، مسائل، صالحین کے درودِ پاک جیسے موضوعات کا احاطہ کیا ہے-

8-الاسالیب البدیعة فی فضل الصحابة

صحابہ کے طبقات، اکابرین کے صحابہ کے متعلق ارشادات، فضیلت و شان اور اس سے متعلق واقعات درج کیے ہیں-[5] اس کا اردو ترجمہ بھی موجود ہے-

9-النظم البدیع فی مولد الشفیع

شرفِ میلادالنبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر آپ کے نہایت فصیح و بلیغ اشعار کا مجموعہ ہے-

10-الاحادیث الاربعین فی فضائل سید المرسلین

11-الاحادیث الاربعین من امثال افصح العالمین

12-رسالة فی مثال النعل الشریف

13-صلوات الثناء علی سید الانبیاء

14-قصیدہ القول الحق فی مدح سید الخلق

15-ہادی المرید الی طرق الاسانید

16-قصائد السابقات الجیاد فی مدح سید العباد

17-جامع الصلوات و مجمع السعادات

18-الفضائل المحمدیة

19-الورد الشافی مختصر الحصن الحصین

20- المذدوجة الغراء فی الاستغاثة باسماءِ اللّٰه الحسنیٰ

21-الصلوات الالفیه فی الکمالات المحمدیه

22-ریاض الجنة فی اذکار الکتاب و السنة

23-الاستغاثة الکبری باسماء اللّٰه الحسنیٰ

24-المجوعة النبهانیة فی المدائح النبویة مع حاشیتها

25-الخلاصة الوفیة فی رجال المجوعة النبهانیة

26-الفتح الکبیر فی ضم الزیادة الی الجامع الصغیر

27-صلوات الاخیار علی النبی المختار

28-ارشاد الحیاری فی تحزیر المسلمین من مدارس النصاری

29-السهام الصائبة لاصحاب الدعاوی الکاذبة

30-جامع کرامات الاولیاء

31-هدایة الرحمٰن فی الرد علی هدایة الشیطان

---

[4] جامع کراماتِ اولیاء، تالیف: الامام المحقق علامہ محمد یوسف نبہانی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2013، ج:1، ص:33

[5] کمالاتِ اصحابِ رسول، مصنف: علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، مترجم: پروفیسر محمد اعجاز جنجوعہ، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، ص:3-6

32-قصیدہ الرائیۃ الکبریٰ (سات سو پچاس اشعار کا قصیدہ)
33-قصیدہ الرائیۃ الصغریٰ في ذم البدعۃ ومدح السنۃ الغراء (550 اشعار کا قصیدہ)
34-جواھر البحار فی فضائل النبی المختار
35-شواھد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق
36-الاحادیث الاربعین فی وجوب طاعۃ امیر المومنین
37-نجوم المھتدین فی معجزاتہ والرد علی اعداءہ اخوان الشیاطین
38-احسن الوسائل فی نظم اسماء النبی الکامل (اسماء منظوم)
39-البرھان المسدد فی اثبات نبوۃ سیدنا محمد
40-کتاب الاسماء فی مالسیدنا محمد من الاسماء
41-اتحاف المسلم
42-مختصر ریاض الصالحین للنووی
43-منتخب الصحیحین
44-تھذیب النفوس فی ترتیب الدروس
45-اربعین فی فضل ابی بکر وعمر وغیرھما
46-اربعین فی فضل ابی بکر
47-اربعین فی فضائل عمر
48-اربعین فی فضل عثمان
49-اربعین فی فضائل علی
50-قّرۃ العینین علی منتخب الصحیحین
51-قرۃ العینین من البیضاوی والجلالین
52-جامع الثناء علی اللّٰہ وھو یشتمل علی جملۃ من احزاب اکابر الاولیاء
53-مفرح الکُروب
54-جزب الاستغاثات
55-حُسن الشرعۃ فی مشروعۃ صلواۃ الظھر بعد جمعۃ
56-الرحمۃ المھداۃ فی فضل الصلاۃ
57-دلیل التجار الی اخلاق الاخیار
58-سبیل النجاۃ
59-التحذیر من اتخاد الصور والتصویر
60-تنبیہ الافکار محکمۃ اقبال الدنیا علی الکفار
61-سعادۃ الانام فی اتباع دین الاسلام
62-الاربعین من احادیث سیّد المرسلین
63-العقود اللولویۃ فی المدائح النبویۃ، دیوان المدائح
64-البشائر الایمانیۃ فی المبشرات المنامیۃ
65-الدلالات الواضحات بشرح دلائل الخیرات
66-المبشرات
67-کتاب الاذکار
68-کتاب البرزخ

اقتباسات:

آپ کی کتب سے مستفید ہونے کی خاطر چند اقتسابات ذیل میں ہیں:

نمایاں کارنامہ: مدحتِ سرورِ کون ومکاں

اس کائنات کے سر پر نعلینِ مصطفیٰ (ﷺ) ہے- وہ اس قدر بلند ہے کہ ساری مخلوق اس کے سایوں میں ہے- طور پر موسیٰ کو نعلین اتارنے کی صدا دی گئی اور احمدِ کریم کو عرش پر بھی نعلین اتارنے کی اجازت نہ ملی-[6]

نبی اکمل کا نورِ مبارک ایک محترم وجود سے دوسرے محترم وجود میں منتقل ہوتا رہا- یوں وہ نور چمک رہا تھا جیسے پیشانیوں پر مشعل روشن ہو جسے ہر سمجھدار اور بے سمجھ دیکھ لیتا تھا کہ یہ وہ کوکب ہے جو برجِ سعد میں اتر آیا ہے- پیر کی رات بارہ ربیع الاول فجر سے کچھ پہلے وہ نور ظاہر ہوا، جب وہ نور چمکا تو کائنات روشن ہو گئی اور سورج اور چاند کو اس نے شرمندہ کر دیا اور چودویں کے چاند سے پنگھوڑے ہی میں ہم کلام ہوتا رہا- اے ہمارے پروردگار! اس نبی محترم کی اس عظمت کے واسطے سے جو ان کو تیرے ہاں حاصل ہے کہ ہم تجھ پر اعتماد رکھتے ہوئے اور تیرے ہاں سے خیر طلب کرتے ہیں کہ تو سب کو ہدایت کے راستے کی ہدایت دے-[7]

قرآن کریم کے اعجاز کی دلیل

قرآن کریم کے اعجاز کی کئی دلیلوں میں سے ایک دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو یاد کرنا آسان فرما دیا ہے ارشادِ ربانی ہے:

"وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ"[8]

"اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کیلئے آسان فرمادیا"-

---

[6] عربی نعت اور علامہ نبہانی، المجموعۃ النبہانیہ فی المدائح النبویہ (عربی نعت کا ایک وقیع مجموعہ)، ماہنامہ نعت، لاہور، فروری 1993، ص:96

[7] ایضاً، ص:49

[8] القمر:17

سابقہ امم کی عمریں اگرچہ بہت زیادہ ہوا کرتی تھیں لیکن ان کی کتابوں کو کوئی شاذ و نادر ہی یاد کر سکتا تھا- حضرت سعید بن جبیر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی شخص بھی تورات کو یاد نہیں کر سکتا تھا وہ تورات کو دیکھ کر پڑھتے تھے- تورات شریف صرف انبیاء کرام حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت یوشع اور حضرت عزیر (علیہم السلام) کو یاد تھی- لیکن امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا کہ قرآن پاک کا حفظ کرنا ان پر آسان فرما دیا ہے- اس میں ان گنت حفاظِ کرام ہیں اور مومنین کے بچے اس کتاب کو بالکل تھوڑی مدت میں یاد کر لیتے ہیں-[9]

حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا قلبِ اطہر

حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قلبِ اطہر سے بڑھ کر وسیع کوئی قلب نہیں- حضور کا قلبِ انور ایک ایسا ہمہ گیر سمندر ہے جہاں تمام جہان کے قلوب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قلبِ اطہر کے سامنے ایک قطرہ کی مقدار ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وسعت خلقی یہ ہے کے آپ ایک ایسی رحمت ہیں کہ جس کے متعلق اللہ نے فرمایا: اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے- اس مسئلہ کی بڑے بڑے علماء کی ایک جماعت نے تصریح فرمائی ہے- لہٰذا حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی ہر شے کو واسع ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی علمِ الٰہی پر وسعت کی دلیل آپ کا یہ ارشادِ گرامی ہے: ”مجھے پہلوں، پچھلوں سبھی کا علم ہے“-[10]

محبتِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم):

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے محبت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دین، آل، اصحاب، شہر اور ہر اس چیز سے محبت کی جائے جو آپ کی طرف منسوب ہو- جب بندے پر آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت کی شدت کا غلبہ ہو گا تو ماسوا کے خیالات محو ہو جائیں گے- دل و جان اور آنکھ کان اس کی محبت میں مستغرق ہو جائیں گے تو اکثر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زیارت سے عالمِ خواب میں مشرف ہوتا رہے گا- بعض اوقات چشمِ ظاہر سے حالتِ بیداری میں مشرف ہو جائے جیسا کہ اکابر اولیاء اور خیرۃ الاصفیاء عالمِ یقظہ میں دیدار سے مشرف ہوتے رہتے ہیں-[11]

سراجاً منیرا:

حضرت محمد الرسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمام جہان پر چمکتے سورج ہیں اور سب نبی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے ستاروں کی مانند ہیں جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نور سے فائدہ لے کر آپ کے انوار کو ظاہر کرتے ہیں یعنی آپ سے قبل آپ کی حکمتیں اور علوم ظاہر کرتے رہے اور جب سورج طلوع ہو تو ستارے چھپ جاتے ہیں ایسے ہی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے آنے سے دروازہ نبوت بند ہو گیا اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دین کے علاوہ باقی ادیان باطل قرار پائے اور اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ چاند کی چاندنی سے روشنی حاصل کرنے والا سورج کی روشنی سے نور حاصل کرنے والے کی طرح ہے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ بے شک نبی نے دنیا جہاں کی سب اطراف کو اپنی ضیاً اور نورانیت سے جگمگا دیا جس طرح چراغ سے اس کا ماحول اور ارد گرد چمک جاتا ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی سب امت کو روشنی بخشی جس طرح چراغ سے تمام اطراف روشن ہو جاتی ہیں مگر جو شخص دل کا اندھا ہو یا جو اس کی صفات کا تابع ہو جیسے ابو جہل وغیرہ نہ وہ آپ کی حقیقت سے آشنا ہے اور نہ ہی آپ کے نور سے روشنی حاصل کر سکے گا جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اور آپ ان

[9] حجۃ اللّٰہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین، تصنیف: علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی، ضیاُ القرآن پبلی کیشنز، ج:1، ص:501

[10] جواہر البحار فی فضائل النبی المختار، علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ج:2، ص:374-375

[11] ایضاً، ج:3، ص:135

کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ نہیں دیکھتے۔[12]

اشیاء کی فضیلت کا دارومدار:

اس کے متعلق نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ سے وابستگی پر ہی اشیاء کی فضیلت منحصر ہے۔ حضور (ﷺ) کی ہجرت مبارکہ کے عمل میں ایک پہلو لوگوں پر حضور کی ہر مخلوق پر فضلیت واضح کرنا تھا۔ حضور (ﷺ) کعبہ اور دیگر تمام مقامات سے افضل ہیں۔کیونکہ بصورت دیگر یہ وہم پیدا ہو سکتا تھا تاکہ آپ کو مکہ شریف سے فضیلت نصیب ہوئی۔ مسلمانوں کا اس امر پر اجماع و اتفاق ہے کہ تمام جگہوں سے افضل و برتر وہ پاک جگہ ہے جو سرورِ کونین (ﷺ) کے جسمِ اطہر کو مس کیے ہوئے ہے۔ یہ واضح ہے کہ جن اشیاء کا نبی اکرم کے جسمِ اطہر مس ہو گیا ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بقدرِ مساس و اتصال شرف و فضل حاصل ہو گیا اور اس تناسب سے ہی یہ فضیلت ہوتی ہے۔ حضور (ﷺ) نے فرمایا کہ مدینہ کی مٹی باعثِ شفا ہے اور اس کا سبب صرف یہی ہے کہ محبوب کریم (ﷺ) اپنے مقدس و مبارک قدمین کے ساتھ اس پر چلتے پھرتے رہے۔ آپ (ﷺ) کی آمد و رفت مسجد نبوی شریف میں دوسرے مقامات سے زیادہ تھی اس لیے اس میں ایک نماز کا اجر و ثواب ہزاروں نمازوں کے برابر ہو گیا اور چونکہ مسجد شریف کے آپ کی آمد و رفت اپنے دولت کدہ اور منبر شریف کے درمیان زیادہ تھی لہٰذا وہ بقعہ مبارک جنت کے باغات میں سے ایک باغ بن گیا۔[13]

امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) کا ادبِ رسول:

امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) کے حکومت وقت کی ایذا رسانی کی وجہ سے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کے جوڑ اکھڑ گئے اور وہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے۔ چونکہ آپ مدینہ طیبہ ہی میں رہتے تھے اور خلیفہ کا ایلچی ان کے پاس خچر لے کر آیا کہ اس پر سوار ہو کر خلیفہ کے پاس چلیں تو آپ نے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ یہ وہ مقدس مقام ہے جہاں حبیبِ خدا کے پائے ناز لگے ہیں تو میں اپنے اندر اتنی جرات نہیں رکھتا ہوں کہ ان مقدس جگہوں کو خچر کے سموں سے پامال کروں۔ دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اور ان کا سہارا لے کر خلیفہ کے پاس شہر سے باہر اس حال میں پہنچے کہ ان کے قدم زمین پر خط کھینچے جا رہے تھے اور وہاں سے واپس مسجد نبوی حاضر ہوئے تو خلیفہ نے دریافت کیا کہ میں قبلہ رو ہو کر دعا کروں یا نبی اکرم (ﷺ) کی طرف تو آپ نے فرمایا تو ان سے اپنا منہ کیوں موڑتا ہے حالانکہ وہ تیرے اور تیرے باپ حضرت آدم کے وسیلہ ہیں۔[14]

حرفِ آخر:

علامہ یوسف نبہانی کے نزدیک مادیت کی زیادتی اور انسانوں میں اوصاف حمیدہ کی کمی اہم مسائل ہیں جن سے نمٹنا از حد ضروری ہے۔ مغربی استعمار کے سامنے علامہ نبہانی کا لہجہ دیگر لوگوں کی طرح معذرت خواہانہ نہیں تھا۔ جرأت و استقامت اور تدبر و استدلال کے حوالے سے آپ مادیت پرستوں، فسادیوں اور گمراہوں کیلئے شمشیر بے نیام ثابت ہوئے۔ آپ نے رحمت للعالمین (ﷺ) کی محبت و عظمت کو لوگوں کے دلوں میں بھرپور طریقے سے اجاگر کرتے ہوئے انتہائی مصروف زندگی گزاری۔ حضور (ﷺ) سے تعلق ہی واحد شے ہے جو ہمیں جہانِ دارین میں سرفرازی دے سکتی ہے۔ اس لیے ہمیں حضور (ﷺ) کے عشق کو مشعلِ راہ بنانے کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

[12] ایضاً، ج:4، ص:78

[13] شواھد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق، علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی، حامد اینڈ کمپنی، لاہور، ص:110-111

[14] ایضاً، ص:117

تعلیماتِ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ میں

شکر کا بیان

لئیق احمد

شکر کا معنی و مفہوم:

شکر کا لغوی معنی ظاہر ہونا کے ہیں- اس سے مراد کسی کے احسان و انعام کے باعث اس کی تعریف کرنا ہے- نعمت کا اظہار کرنا بھی شکر کہلاتا ہے-[1]

جبکہ شکر کا اصطلاحی معنی اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت، کرم، ربوبیت، رزاقی اور دیگر احسانات کے بدلے میں دل سے اٹھنے والی کیفیت و جذبہ ہے- تفسیر صراط الجنان کے مطابق کسی کے اِحسان و نعمت کی وجہ سے زبان، دل یا اَعضاء کے ساتھ اس کی تعظیم کرنا، شکر کہلاتا ہے-[2]

قرآن مجید میں شکر کا بیان:

شکر کرنا عبادت ہے اور قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِیْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ‘‘[3]

’’سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کیا کرو اور میری ناشکری نہ کیا کرو‘‘-

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مخاطب کر کے شکر کرنے کا حکم فرمایا- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ‘‘[4]

’’اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم صرف اسی کی بندگی بجالاتے ہو‘‘-

شکر ادا کرنا انسان کو رحمٰن سے قریب تر کرتا ہے اور بندے کو اپنے خالق حقیقی سے جوڑے رکھتا ہے- جبکہ ناشکرا پن انسان کو کذب و بخل اور تکفیر کی جانب لے جاتا ہے- فرمانِ الٰہی ہے:

’’مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِیْمًا‘‘[5]

’’اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر گزار بن جاؤ اور ایمان لے آؤ، اور اللہ (ہر حق کا) قدر شناس ہے (ہر عمل کا) خوب جاننے والا ہے‘‘-

شکر ایسا فلسفہ ہے جو عبد کو معبود کی عبادت کرنے اور عبدیت کی عین ترجمانی سمجھاتا ہے- تعلق باللہ مضبوط ہوتا ہے، عبدیت و محبت کا رشتہ مضبوط تر ہوتا ہے- جب بندہ شکر ادا کرتا ہے تو تب اللہ تعالیٰ اس پر اپنے انعام و اکرام کا اضافہ فرما دیتا ہے- ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَ لَىٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ‘‘[6]

’’اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے آگاہ فرمایا کہ اگر تم شکر ادا کروگے تو میں تم پر (نعمتوں میں) ضرور اضافہ کروں گا اور اگر تم ناشکری کروگے تو میرا عذاب یقیناً سخت ہے‘‘-

احادیث مبارکہ میں شکر کا بیان:

حضور رسالت مآب (ﷺ) کی حیات طیبہ سراپا صبر و شکر کا مظہر اور منبع ہے- آپ (ﷺ) نے ہر حال میں اللہ

---

[1] خزائن العرفان، زیرِ آیت الاعراف:10
[2] تفسیر صراط الجنان، زیر آیت الفاتحہ:
[3] البقرۃ:152
[4] البقرۃ:172
[5] النساء:147
[6] إبراھیم:7

پاک کا شکر ادا فرمایا اور امت کو بھی بارہا یہ تاکید فرمائی- حدیث پاک میں ہے:

”حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بات سے (بھی) راضی ہوتا ہے کہ بندہ کھانا کھا کر اس کا شکر ادا کرے یا پانی پی کر اس کا شکر ادا کرے“-[7]

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت معاشرتی اسلوب میں ڈھلنے اور لوگوں میں مل جل کر رہنے والی بنائی ہے- معاشرے میں ایک دوسرے سے بھائی چارگی، ایثار، احسان، امداد معاشرے میں امن و استحکام، خوشحالی اور برکت لاتی ہے جبکہ لوگوں میں آپسی محبت، ربط اور اتحاد کو قائم کرتی ہے- اگر کوئی شخص کسی پر کوئی احسان کرے یا اس کی امداد کرے تو لازم ہے کہ اس کا شکریہ ادا کیا جائے- حدیث پاک میں واضح طور پر آیا ہے کہ:

”حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا گویا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا“-[8]

ایک اور روایت میں ہے کہ:

”حضرت جابر بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس کو کوئی چیز دی جائے تو اگر اس میں طاقت ہو تو اس کا بدلہ دے اور اگر استطاعت نہ ہو تو اس (چیز دینے والے) کی تعریف کرے- پس جس نے اس کی تعریف کی اس نے شکریہ ادا کیا اور جس نے اسے (اس کی عطا کو) چھپایا اس نے ناشکری کی“-[9]

تعلیماتِ باھو میں بیانِ شکر:

شکر گزاری اللہ پاک کے نیک اور صالح بندوں کا شیوہ رہا ہے- اہل اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان کی زبانیں اللہ کے شکر سے تر رہتی ہیں اور وہ شکر ادا کرنے کی ترغیب دیتے ہیں- امام قشیری (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

”مروی ہے کہ شاکر وہ ہے جو کسی عطیہ پر شکر کرے اور شکور (بہت زیادہ شکر گزار)، وہ ہے جو نہ ملنے پر بھی شکر کرے“-[10]

زیرِ مطالعہ مقالہ میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کی تعلیمات میں موجود شکر کے بیان پر ایک جائزہ پیش کیا گیا ہے- تاکہ قارئین تک اولیاء اللہ کی تعلیمات کے موضوعات کو واضح کیا جائے اور اولیاء اللہ کی تعلیمات میں قرآن و احادیث اور تفسیر و منقولات کی اہمیت کو بھی سمجھا جا سکے-

حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) شکر کی تعریف اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

”تُو شکر کو کیا سمجھتا ہے؟ شکر اُس عطا و بخشش پر عاجزی و نیاز مندی کا رویہ اختیار کرنے کا نام ہے“-[11]

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شکر ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور اہلِ ذکر اور اہلِ صبر کی تعریف فرمائی ہے- حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) انہی آیات مبارکہ کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ اللہ پاک کی سب سے بڑی عطا دولتِ فقر ہے- فقر اللہ کا نور ہے جس کے عطا پر فقیر پر آزمائشیں اور رحمتیں دونوں آتی ہیں- جو دنیا کو ٹھکرا کر فقر پر صبر و شکر کرے وہ ہی کامیاب ہے- آپ بیان فرماتے ہیں کہ:

”فرمانِ حق تعالیٰ ہے: (1) بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے-(2) اے آلِ داوٗد، شکر گزاری کرو، بندے بہت کم ہی شکر گزار ہوتے ہیں- پس غور کر کہ فقر پر صبر شکر کوئی نہیں کرتا سوائے ذاکرِ

[7] صحیح مسلم، باب: استحباب حمد اللہ تعالٰی بعد الأکل والشرب

[8] سنن ترمذی، کتاب: البر والصلۃ

[9] سنن ابی داؤد، باب: فی شکر المعروف

[10] رسالہ قشیریہ، ص: 175

[11] محک الفقر، ص: 329

حقیقی اور صابرِ تحقیقی کے- دنیا اور دنیا کی کوئی نعمت بھی حقیقت میں نعمت نہیں ہے کہ قیامت کے دن یہ سب نعمتیں کڑوی محسوس ہوں گی‘‘-[12]

فلسفۂ شکر دیدارِ مصطفٰے (ﷺ) سے بھی پیوستہ ہے- جس خوش نصیب کو اللہ پاک اپنے محبوب پاک (ﷺ) کا دیدار عطا فرمائے اور پھر وہ اس حضوری سے مشرف ہونے کا شکر بجالائے تو پھر اس کا نفس پاک، دل بیدار اور روح ذاکر بن جاتی ہے- اسی بابت آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا:

’’جس شخص کو حضور نبی کریم (ﷺ) کی زیارت نصیب ہو جائے، اس کا اعتقاد درست رہے اور وہ حضوری سے مشرف ہونے کا شکر بجالائے تو اُس کا نفس پاک اور دل زندہ ہو جاتا ہے اور اُس کی روح ذکرِ محمود میں مشغول رہتی ہے- اِس کے برعکس جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہو جائے لیکن اُس کا اعتقاد درست نہ ہو تو وہ مرتد و مردود ہو جاتا ہے‘‘-[13]

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے شکر کو دین کے اہم جزو میں سے ایک قرار دیا ہے- آپؒ فرماتے ہیں:

’’شریعت حکم دیتی ہے کہ کلامِ الٰہی یعنی قرآن مجید، احادیثِ نبوی، احادیثِ قدسی، فقرِ محمدی (ﷺ)، صبر، شکر، ترک، توکل، جمعیت، غنایت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مکمل پیروی سے دین کو قوی کیا جائے‘‘-[14]

اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو جن نعمتوں اور خصوصیات سے نوازتا ہے ان میں سے ایک شکر بھی ہے- حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

’’بعض فقیروں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ساتھ پابند کر کے دونوں جہان کو اُن کا غلام اور دنیا و اہلِ دنیا کو اُن کا پابوس (قدم بوسی کرنے والا) بنا دیتے ہیں اور اُنہیں ترک و توکل، توحید، صبر و شکر، معرفت اور ذکر و فکرِ الٰہی بخش دیتے ہیں جس سے وہ مستغنی ہو کر ہر وقت معیتِ خدا میں غرق رہتے ہیں‘‘-[15]

اللہ کو یاد کرنا بھی شکر ادا کرنا ہے جبکہ اللہ کی یاد سے غفلت کفر ہے- آپ علیہ الرحمہ اپنی تصنیف لطیف میں حدیث قدسی بیان فرماتے ہیں:

’’حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے: ’’اے میرے بندے! جب تُو میرا ذکر کرتا ہے تو تُو میرا شکر ادا کرتا اور جب تُو میرے ذکر سے غافل ہوتا ہے تو تُو کفر کرتا ہے‘‘-[16]

شکر اہل اللہ اور اہل جہنم میں تفریق کرتا ہے- ناشکری اہل جہنم کا شیوہ ہے، وہ دین کے بدلے دنیا قبول کرنے والے ہوتے ہیں- اہل اللہ، اہل دنیا اور اہلِ جہنم کی عقل میں تفریق بیان کرتے ہوئے حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

’’فقراء کا عقلی کمال یہ ہے کہ وہ تصورِ اسم اللہ ذات کی مدد سے وصالِ وحدانیت میں غرق ہوتے ہیں، اگر وہ شریعت میں راسخ رہیں تو صاحبِ وصال رہتے ہیں ورنہ زوال کا شکار ہو جاتے ہیں- منافقوں، کاذبوں، جاہلوں اور اہلِ دنیا ظالموں کے عقلی کمال کا پتہ اِس بات سے چلتا ہے کہ اُن کے احوال اُن کے بدخصلت مراتب کے گرد گھومتے رہتے ہیں- اہلِ جہنم کافروں کی عقل کا کمال یہ ہے کہ وہ آخرت میں بہشت و دیدارِ پروردگار پر اعتبار نہیں کرتے اور نہ ہی وہ شکر بجالاتے ہیں بلکہ دین کے بدلے دنیا کو قبول کر لیتے ہیں- فرمانِ حق تعالیٰ ہے: ’’شکر بجالاؤ اور ناشکری مت کرو‘‘-[17]

آپؒ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

’’رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: ’’حالتِ فقر میں صابر فقیر کی ادا کی ہوئی دو رکعات اللہ تعالیٰ کو حالتِ غناً

---

[12] عین الفقر، ص:167
[13] کلید التوحید، ص:123
[14] محک الفقر، ص:153
[15] محک الفقر، ص:223
[16] محک الفقر، ص:769
[17] محک الفقر، ص:659

میں غنی کی ادا کی ہوئی ستر رکعات سے زیادہ پسند ہیں اور شکر گزار غنی کی دو رکعات اللہ تعالیٰ کو دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں‘‘۔[18]

اللہ کا شکر ادا کرنا مومن کا وصف ہے- وہ اپنے رازق کا مشکور رہتا ہے اور اپنے نفس کا منصف ہوتا ہے- آپ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

’’مومن کی روح بھی مومن، دل بھی مومن، نفس بھی مومن اور عقل بھی مومن ہے- اُس کا علم اُسے اِسلام، امانِ الٰہی اور معرفتِ اِلَّا اللّٰہُ کی طرف لے جاتا ہے- وہ جو رزق بھی کھاتا ہے اللہ کا شکر بجالاتا ہے اور اپنے نفس سے اِنصاف کرتا ہے‘‘۔[19]

جنہیں اللہ پاک اپنے معرفت عطا فرما دیتا ہے وہ شکر کرنے والے بن جاتے ہیں- حضرت سلطان باھوؒ نے اس طرح عارفین کی تعریف بیان فرمائی ہے:

’’جان لے کہ عارفوں کا نفس سیری کے وقت اللہ تعالیٰ کی ثناخوانی اور اُس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتا رہتا ہے- بھوک و فاقہ کے وقت صبر اور ذکر فکر کے ساتھ غنی و بے نیاز رہتا ہے- مجلسِ نبی اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حضوری میں اللہ تعالیٰ کے نور کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے اور معرفتِ الٰہی کے استغراق میں اِس طرح باجمعیت رہتا ہے جس طرح کہ مچھلی کو پانی میں جمعیت وآرام و قرار حاصل رہتا ہے- سخاوت کے وقت عارفوں کا نفس خَلقِ خدا کیلئے کرامت و عظمت و شفقت سے کریم ہوتا ہے- شہوت کے وقت باشعور، فنافی اللہ صاحبِ حضور اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور ہوتا ہے اور باحیا ہو کر لذاتِ جسمانی، خواہشاتِ نفسانی اور خود پرستی سے فارغ ہوتا ہے کیونکہ عارفانِ حق اپنے نفس کو خوفِ خدا کے باعث خواہشات سے دور رکھتے ہیں‘‘۔[20]

حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) اپنے بارے میں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ باھُو کو اُس کی یاری نصیب ہے اور اُسے ابتدا سے انتہا تک رازِ حق حاصل ہے‘‘۔[21]

حرفِ آخر:

شکر بجالانا مومن کی نشانی اور اہل اللہ کا طریق ہے- شکر ادا کرنے کے مختلف انداز اور طریقے ہیں- ایک آسان طریقہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یوں بیان فرمایا ہے:

’’دو باتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ پائی جائیں اللہ تعالیٰ اسے صابر و شاکر لکھتا ہے اور جس میں یہ دونوں خصلتیں نہ ہوں اسے اللہ تعالیٰ صابر و شاکر نہیں لکھے گا (وہ دو خصلتیں یہ ہیں) جو شخص دینی معاملات میں اپنے سے اوپر والے کی طرف دیکھے اور اس کی پیروی کرے اور دنیاوی امور میں اپنے سے نیچے والے کی طرف دیکھے اور اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر ادا کرے کہ اسے اس پر فضیلت دی، اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو صابر و شاکر لکھتا ہے‘‘۔[22]

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے شکر گزار بندوں میں شامل فرمائے- آمین!

☆☆☆

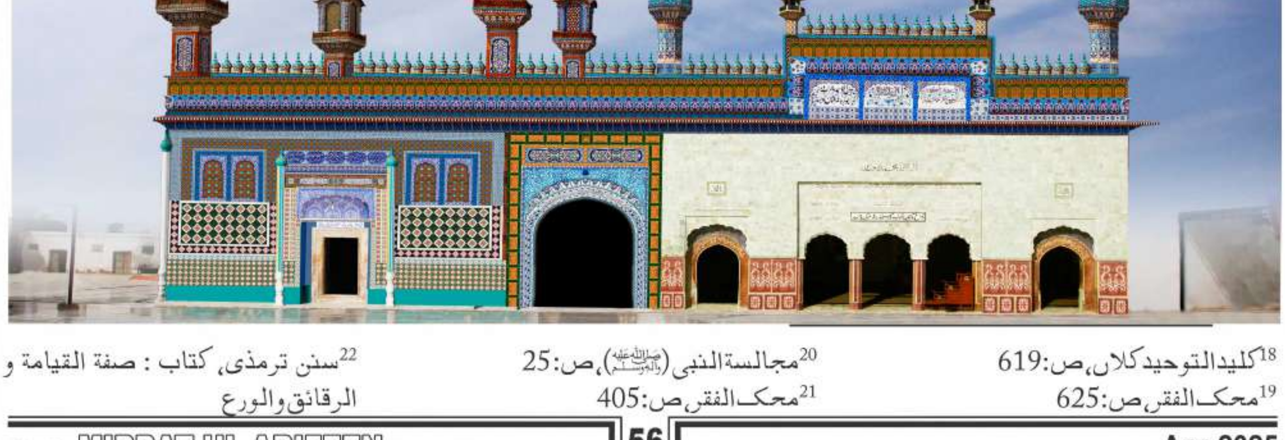

[18] کلید التوحید کلاں، ص:619

[19] محک الفقر، ص:625

[20] مجالسۃ النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، ص:25

[21] محک الفقر، ص:405

[22] سنن ترمذی، کتاب : صفۃ القیامۃ و الرقائق والورع

شمس العارفین

قسط:37

تصنیف لطیف از:
سلطان الفقر (پنجم) سلطان العارفین
حضرت سخی سلطان باھوؒ

فرمانِ حق تعالیٰ ہے: "شیطان تمہیں مفلسی کا خوف دلا کر بُرائی پر اُکساتا ہے"-

حق نامہ

مترجم: سید امیر خان نیازی

جس نے شیطان سے رشتہ جوڑا اور اُس کی پیروی اختیار کی وہ مراتبِ دنیا پر پہنچا، پسندیدۂ دنیا ہوا اور دنیا ہی میں غرق ہو گیا- اُن نو(9) حصہ ارواح کے سوا ایک حصہ ارواح اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑی رہیں- اللہ تعالیٰ نے اُنہیں لطف و کرم سے فرمایا: "اے روحو! جو کچھ مانگنا چاہو مجھ سے مانگ لو تا کہ مَیں تمہیں عطا کر دوں"- اُنہوں نے عرض کی: "خداوندا! ہم تجھ سے تجھی کو مانگتے ہیں"- اِس پر اللہ تعالیٰ نے دائیں ہاتھ پر اُن کے سامنے حور و قصورِ بہشت، لذاتِ نعمائے بہشت اور زیب و زیبائشِ بہشت کی ارواح کو پیش کیا تو اُس ایک حصہ ارواح میں سے نو (9) حصہ ارواح بہشت کی طرف چل دیں- سب سے پہلے جو ارواح بہشت میں داخل ہوئیں وہ متقی و پرہیز گار لوگوں کی ارواح تھیں، وہاں اُنہوں نے بلند و سریلی آواز سے زہد و تقویٰ کا نعرہ لگایا جسے سن کر جملہ متقی و پرہیز گار روحیں بہشت میں داخل ہو گئیں اور شریعتِ محمدی (ﷺ) پر استحکام حاصل کیا- چنانچہ یہ عالم فاضل متقی و پرہیز گار لوگوں کی ارواح تھیں- باقی ایک حصہ ارواح اللہ تعالیٰ کے روبرو ایستادہ رہیں، اُن کے کانوں تک آوازِ دنیا پہنچی نہ آوازِ عقبیٰ کہ وہ فنا فی نورِ اللہ بقا باللہ ہو کر حضوریٔ حق میں غرق تھیں- یہ مجلسِ محمدی (ﷺ) کی حضوری والے اہلِ حضور عارف باللہ فقراء کی ارواح تھیں جن کے حق میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

"فقر میرا فخر ہے کہ فقر میرے اندر کا نور ہے- دنیا اہلِ عقبیٰ پر حرام ہے، عقبیٰ اہلِ دنیا پر حرام ہے اور دنیا و عقبیٰ دونوں طالبِ مولیٰ پر حرام ہیں، جسے مولیٰ مل گیا وہ مالکِ کل ہو گیا"-

اختتام پذیر ہوا شمس العارفین کا اُردو ترجمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَسَلٰمٌ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ o

ABYAT-E-BAHOO

ابیاتِ باھو

لکھن سکھیوئی تے لکھ نا جاتا کیوں کاغذ کیتوئی زایا ھو
قط قلم نوں مار نا جانیں تے کاتب نام دھرایا ھو
سبھ صلاح تیری ہوسی کھوٹی جاں کاتب دے ہتھ آیا ھو
صحیح صلاح تنہاں دی باھو جنہاں الف تے میم پکایا ھو

You have learnt writing but unable to write why you have ruined the paper Hoo
You don't know how to cut out reed nib and yet being called writer Hoo
Every scheme of your will be wronged when life came in hand of (destiny) Writer Hoo
Perfect scheme is of those Bahoo who has perfected Alif and Meem Hoo

Likhan sikhiyoi tay likh na'N jata, kiyo'N kitoi ka'Ghaz zaya Hoo
Qat qalam nu'N mar na'H janay, tay katib nam dharaya Hoo
Sabh salah teri hosi khoti, ja'N katib day hath aaya Hoo
Sahih salah tinha'N di Bahoo jinha'N alif tay meem pakaya Hoo

Translated by; M. A. Khan

تشریح:

رفت عمری با مطالعہ با رقم معرفت حاصل نہ شد افسوس غم

1: ’’تیری ساری عمر کتابیں لکھنے اور پڑھنے میں گزر گئی لیکن افسوس کہ تجھے معرفت الٰہی حاصل نہ ہو سکی‘‘-(عقل بیدار)

زندگی کا مقصد محض علم کا حصول نہیں بلکہ علم حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کا قرب و وصال ہے جیسا کہ حضرت سُلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں: ’’جو آدمی ساری عمر پڑھائی لکھائی میں مشغول رہا مگر معرفتِ اِلٰہی حاصل نہ کر سکا تو اَفسوس و غم کا وبال اُس کی اپنی گردن پر رہا‘‘-(محک الفقر کلاں)

ایک اور مقام پر آپؒ فرماتے ہیں: ’’جس شخص کو معرفت حق تعالیٰ حاصل نہیں اور وہ سلک سلوک تصوف کو نہیں جانتا اس نے چاہے ہزاروں کتابیں ہی کیوں نہ پڑھ رکھی ہوں وہ جاہل ہی رہتا ہے کہ اس کی زبان زندہ مگر دل مردہ رہتا ہے اور وہ محض علم کا بوجھ اٹھانے والا جانور ہی ہوتا ہے‘‘(عین الفقر)- یہ یاد رہے کہ صوفیاء کرام نے کبھی علم کی نفی نہیں فرمائی بلکہ وہ علم دوست اور انہوں نے ہمیشہ علم پڑھ کر معلوم تک رسائی کی تلقین کی ہے- جیسا کہ آپؒ ارشاد فرماتے ہیں:

’’اے باھُو! علمِ صرف و نحو پڑھ یا علمِ فقہ و اصول، سوائے وصالِ حق کے اِن سے اور کوئی چیز نہ کر وصول‘‘-(عین الفقر)

2: بعض لوگ فقیری کا دعوی کرتے ہیں لیکن وہ فقیر نہیں ہوتے اور انہیں روحانیت ارواح کے احوال کی خبر تک نہیں ہوتی جیسا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: ’’اہل بدعت فقیر فقیری کا دعوی تو کرتے ہیں لیکن فقیر نہیں ہوتے- وہ گدا ہیں، غلام نفس و ہوا ہیں، محروم از معرفت خدا ہیں اور حصول رزق کی خاطر سائلین بے حیا ہیں‘‘(امیر الکونین)- اسی طرح ایک اور مقام پر آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں: ’’پس معلوم ہوا کہ یہ لافزن مدعیانِ فقر جو صاحب فقر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان میں سے بعض تو صرف قالِ فقر تک پہنچتے ہیں، بعض حالِ فقر تک، بعض احوالِ فقر تک، بعض اعمالِ فقر تک، بعض اقوالِ فقر تک اور بعض افعال فقر تک پہنچتے ہیں- ہزاروں میں سے کوئی ایک ہوتا ہے جو معرفت میں سلطان الفقر کے لازوال مراتب پر پہنچ کر وصال عین جمال کا مشاہدہ کرتا ہے اور مراتب فقر تک پہنچتا ہے پس معلوم ہوا کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے فقط فقر کے نام کا لباس پہن رکھا ہے ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی ہو گا جو فقر کے کمال تک پہنچا ہو گا‘‘-(امیر الکونین)

ہر کہ روگرداں شود گرد از خدا مرشدی باحق رساند حق نما

3: ’’ایک حق نما مرشد حق سے ملاتا ہے جو کوئی اس سے روگردانی کرتا ہے وہ گویا خدا سے روگردان ہوتا ہے‘‘-(کلید التوحید کلاں)

دنیا کا کوئی بھی کام اگر بغیر اُستاد اور رہبر کے سرانجام دیا جائے اس میں کمی اور نقص رہتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے قرب و وصال اور مجلسِ محمدی (ﷺ) کی حضوری بھی بغیر مرشد کامل کے بغیر ممکن نہیں- اس لیے آپؒ فرماتے ہیں: ’’سن طالب اللہ پر فرض عین ہے کہ وہ سب سے پہلے مرشد کامل تلاش کرے چاہے اس غرض سے اسے مشرق سے مغرب تک میلوں کا سفر کرنا پڑے- سن اے طالب سب سے پہلے مرشد کامل تلاش کر‘‘(نور الھدیٰ)- آپؒ مزید ارشاد فرماتے ہیں: ’’کسی مرد کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دے تا کہ تُو بھی مرد ہو جائے کہ مردوں کے سوا رہبری کسی اور کے بس کی بات نہیں‘‘-(عین الفقر)

رحمۃ للعالمینی یا رسولؐ از نظرش مصطفیٰؐ وحدت وصول

4: ’’تیری پکار یا رسول اللہ (ﷺ) آپؐ رحمت دو عالم ہیں، ہونی چاہیے کیونکہ آپ (ﷺ) کی نگاہ رحمت سے وحدت الٰہی کا استغراق نصیب ہوتا ہے‘‘-(کلید التوحید کلاں)

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے مرشد کامل کی پہچان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ’’سن مرشد کامل مکمل وہ ہے جو اسم اَللّٰہُ اور اسم محمد سرور کائنات (ﷺ) کا نقش لکھ کر طالب اللہ کے ہاتھ میں دے دے اور اسے ان آسمائے پاک کی حاضرات کا مشاہدہ کرا دے- بے شک طالب اللہ ان اسمائے پاک کی حضرات سے جو کچھ دیکھے گا وہ عین حق ہو گا اور وہ راستی پر قائم رہے گا- جو طالب ایسے مرشد سے روگردانی کرتا ہے وہ دراصل اسم اللّٰہُ ذات اور اسم محمد سرور کائنات (ﷺ) سے روگردانی کرتا ہے اور جو شخص ان دو اسمائے پاک سے روگردانی کرتا ہے وہ گویا کلمہ طیبہ سے روگردانی کرتا ہے کہ کلمہ طیب ان ہی دو اسمائے پاک کا مجموعہ ہے‘‘-(عین الفقر)

youtube.com/@sultanahmedali
YouTube
CHANNEL
صاحبزادہ سلطان احمد علی
(چیئرمین مسلم انسٹیٹیوٹ)
کے علمی، فکری و تحقیقی لیکچرز سے
مستفید ہونے کے لیے
ابھی سبسکرائب کریں۔
تازہ ترین اپڈیٹس کے لیے بارکوڈ اسکین کریں۔
تاریخ وثقافت
فلسفہ
روحانیت
عالمی امور
عصرِ حاضر کے مسائل
قرآن مجید کیسے پڑھا جائے؟
صاحبزادہ سلطان احمد علی
48:51
عقیدہ ختمِ نبوت
قومی و آئینی ذمہ داریاں
ہر نوجوان کے لیے سننا لازم ہے
1:42:56
اسلامی تہذیب میں خطاطی کی اہمیت
جان کر آپ حیران رہ جائیں گے
1:55
THE SUFI PHILOSOPHY OF
HADHRAT SULTAN BAHOO
PUNJABI LECTURE
46:21
4/6
اقبال کو 'یورپ سے ایک خط' مولانا رومی کی زبانی 'جواب'
14:14
غزہ پہ مسلمان ممالک خاموش کیوں؟
1:13:09
ایمان، معاشرہ اور خود کی تعمیر
طلباء سے خصوصی گفتگو
45:38
کیا عقل سے وحدانیت کا حصول ممکن ہے؟
مدلل اور دلچسپ جواب
ضرور سنیں
2:34
جوہری پروگرام
سائنسی علوم
سیاسی اہلیت
پاکستان کا مستقبل
مختصر وقت میں زبردست تبصرہ ضرور سنیں
14:18
بخاری شریف اور تصوف
سالانہ ختم بخاری کے موقع پہ
صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب کا یادگار خطبہ
1:04:05
منطق الطیر
کی دلچسپ حکایات
31:09
دو کروڑ سے زائد بچے اسکولوں سے باہر
انہیں تعلیم کیسے دی جائے؟
کیا ادارے سوسائٹی تباہ کر رہے ہیں
بڑا انکشاف
22:57

English Translation of
SULṮĀN AL-'ĀRIFĪN SULTAN BAHOO'S
Persian Book

'AYN AL-FAQR
EYE OF SPIRITUAL-EXCELLENCE

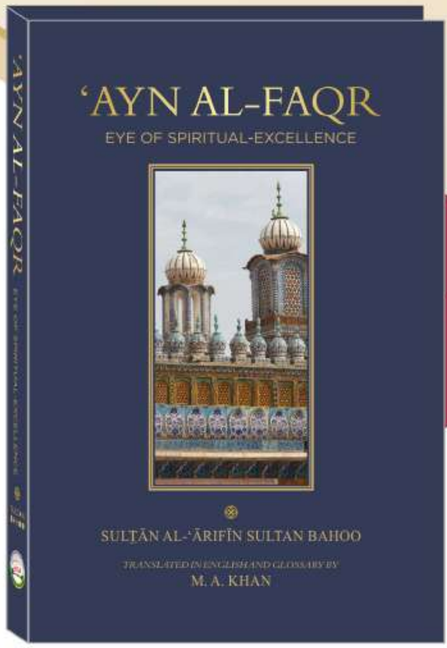

Published & Available

TRANSLATED BY
M. A. KHAN
Luton, UK

A Meaningful Struggle
International Standard

عین الفقر حضرت سلطان باھوؒ کی شاہکار تصنیف ہے جو طالبانِ مولیٰ کی رہنمائی کے لئے لکھی گئی ہے- یہ کتاب سالکانِ راہِ حق بالخصوص خانوادہ حضرت سلطان باھوؒ کو صدیوں سے فقر و تصوف کے بنیادی درس کے طور پر پڑھائی جا رہی ہے- ایم اے خان کی جانب سے کئے گئے اس انگریزی ترجمہ کا مقصد اس عظیم روحانی و ادبی ورثے کو انگریزی قارئین تک پہنچانا ہے- انہوں نے حضرت سلطان باھوؒ کی اصطلاحات کا منفرد انداز میں ترجمہ کیا ہے اور ان کی نہایت عالمانہ تشریح کی ہے جو پڑھنے والے کے لئے آسانی پیدا کرتی ہیں-

یہ ترجمہ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے پیغام کو دُنیائے جدید میں پھیلانے کا مؤثر ذریعہ ہے-
علم دوست لوگوں کے لئے خوبصورت تحفہ

ہیڈ آفس: دربارِ عالیہ حضرت سخی سُلطان باھوؒ ضلع جھنگ (پنجاب) پاکستان
پی او بکس نمبر 11 جی پی او لاہور
ویب سائٹ: www.alfaqr.net
ای میل: alarifeenpublication@hotmail.com

العارفین پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور-پاکستان
اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں